

جہالت کا جال

(مکمل ناول)

عمران صاحب اپنی زندگی کی بیسویں منزل میں قدم رکھ رہے ہیں! اور اس پادشاہت کا جال لے کر آئے ہیں!.... شروع سے اب تک آپ کو صرف ایک ہی الحق سے ساتھ چنا رہا ہے لیکن اس لیے آپ انہوں کی انجمن سے روشناس ہوں گے۔ جس کے صدر صاحب خورشید تھے! یعنی ہر وقت گدھے پر سوار رہا کرتے تھے! سرور شریف آدمیوں کے کان بھینچے جاتے تھے۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں نہیں رہتی تھی! بس شاہوں پر کھڑے ہوئے منجیدہ صورت بوڑھوں کے سروں پر چھتیں پڑتیں۔ لیکن وہ مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے!

ایک خطرناک ہنگامہ آپ کی نظروں سے گزرے گا.... اور آپ یہی محسوس کریں گے کہ یہ انہوں کے تاجدار عمران کا آخری وقت ہے.... مگر اس طرح مر جانے والے "عمران" نہیں کہلاتے۔

ایک دوج قامت آدمی اس پر بڑی بڑی چٹائیں پھیلاتا ہے! واضح رہے کہ اس کہانی کی ایک کردار سبز نعمانی کا سارا جنت نعمانی سے کوئی تعلق نہیں!

جی ہاں! اب میں اچھا ہوں.... اور ان تمام دوستوں کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے خیریت دریافت کرنے کے لئے بے شمار خطوط لکھے۔

ایضاً

دبا تھا۔ چیت پڑی اور لوگ بھر پھٹنے لگے۔ چیت کھانے والا بوڑھا نمہ نمہ سے منہ دھو لیا۔ لیکن وہ لب بھی چیت نہ لے والے کی طرف نہیں مڑا۔

"خدا عزت کرے! اس نے آہستہ سے کہل" پتہ نہیں یہ کون سا تیز ہے۔"

روشنی نے حُر کو چیت نہ لے والے کو دیکھا یہ بھی ایک مسمر آدمی تھا۔ ڈی جیٹس اور ڈی علم معلوم ہو تا تھا۔ روشنی کو اس کی اس حرکت پر بڑی حیرت ہوئی اور ساتھ ہی وہ چیت کھانے والے کو بھی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو اس وقت خون کی عیاض بہہ رہی ہوتیں۔ مگر یہ بوڑھا... شاید وہ سوچا رہا تھا کہ حُر کو دیکھنے میں اس کی اور زیادہ بے عزتی ہوگی۔ کتنا بھولا اور شریف آدمی ہے۔ روشنی نے سوچا اور اسے چیت نہ لے والے پر ہر آگیا۔

"میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔" روشنی نے آہستہ سے کہل۔

"مگر..." وہ اس کو بولا۔ "مجھے ضرور نہیں آسکتا۔ امتوں کو کبھی ضرور نہیں آتا۔"

"کیا مطلب..." روشنی نے حیرت سے کہل۔

"اگرچہ اس کا مہر پھٹنے سے پہلے میں عہد کرنا چاہتا ہے کہ کبھی ضرور نہ آئے دیں گے۔"

"کیسی انجمن..."

"امتوں کی انجمن..." بوڑھے نے بڑی سلامتی سے جواب دیا۔

روشنی پھٹنے لگی... وہ بھی شاید وہ کریک ہے اور چیت نہ لے والا اس کو کئی شباسی ہو سکتا ہے۔

"خدا کی پناہ..." اس نے بھر نواسا نہ بھلا۔ روشنی نے اس کے سر پر پڑنے والے ہاتھ کی

جھلک دیکھی تھی۔ لوگ بھر پھٹنے لگے۔ روشنی کو اس پر ہر آگیا مگر وہ کبھی کیا سکتی تھی۔ جب

چیت کھانے والا ہی مہر کر رہا تھا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خود بخود غصہ سے کراہتی بھی نہیں ڈالتی۔

"مگر اس نے اتنا ضرور کہل گیا آپ یہاں سے ہٹ کر کہیں اور نہیں کھڑے ہو سکتے۔"

"نہیں..." پھٹنے والے اور زیادہ نہیں گے۔ "اس نے بے بسی سے کہل۔

روشنی کو اس پر رحم آگیا۔

"آج..." اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سمجھتے ہوئے کہل۔ "میں آپ کو زبردستی یہاں سے

بٹاؤں گی۔"

وہ روشنی کے ساتھ چلے لکے لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ نئی طرح عجیب رہا ہو۔ روشنی

نے اس کا ہاتھ پکڑے ہی اسے سڑک بند کی اور ایک ریسٹوران میں گھسی پٹی ہوئی۔

"دیکھئے..." اس نے ایک مہر کے قریب کھینچ کر کہل۔ "آپ کے اس طرح چلے آنے پر میں

نے ایک بھی قہقہہ نہیں سنا۔"

"میں عارف تو فح..." بوڑھے نے بولا کھانے ہوئے انداز میں کہل۔ "مگر ممکن ہے..."

آپ کی وجہ سے پھٹنے کی ہمت نہ کر سکے ہوں۔"

"ہمارے ملک کے لوگ لب بھی علیحدہ کاموں سے ڈرتے ہیں۔"

"مجھے اپنی انجمن کے حلقہ تک چاہیے۔"

"میں بھی ابھی مہل ہی میں مہر ہوں۔ دوسرے مگر انجمن کا کافی تجربہ موجود ہے۔ اگر آپ

دیکھنا چاہیں تو اپنا پتہ لکھوا دیجئے۔ میں بذریعہ ڈاک روکتہ کروں گا۔"

"مہر بھی کچھ نہ کچھ تو پانی ہی پیتا ہے۔"

"ہم اسحق ہیں۔"

"چلے میں لانا..." اسحق نے ہوتے تو انجمن کا قیام کیسے عمل نہیں آتا۔" روشنی شرموت آئیں

سکرات کے ساتھ کہل۔

"غیر ہے..." بوڑھا تھا کہ انکار کچھ سوچنا ہوا ہوا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ بھی انجمن کا کوئی

پرانا مہر ہی ہو سکتا ہے۔"

"کون..."

"وہی جو میرے سر پر چھٹی بار دبا تھا۔"

"کیوں..." روشنی نے حیرت سے کہلے میں پوچھا۔

"کون ہے..." میرا احسان نہ رہا ہو۔ اگر پرانے مہر سے مہرہاں کو غصہ دلانے کی

کو شش کرتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے کہ وہ اس طرح سے مہرہاں کو سر ہڈا ڈال کر کرتے ہیں۔"

"دیکھئے..." آپ کا کسی پرانے مہر سے ساتھ نہیں چلا... یہ عزت اور ذلت دونوں سے بے

نیاز اور لاچار ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ان کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔"

"کیوں..."

"بس! مجن کا بھی تو مستعد ہے۔"

"یو جیپ! مجن ہے۔" روشی کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

"ہم لوگوں کا خیال ہے کہ کل صدی ہی انسانیت کے لئے اہل بن گئی ہے۔"

"وہ کیسے....؟" روشی نے پوچھا اور ایک دہڑ کو انڈا سے بٹا کر کافی کے لئے کھل پھر بڑا سے

کی طرف متوجہ ہو گئی۔ بڑا صاف کہ وہ فائدہ مسلم اور پائیز رو جن ہم انھوں کی ایک نہیں ہیں۔"

"اور....؟" روشی کی آنکھیں حیرت سے کھلی گئیں.... اور اب اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی

کر ایک آدمی سے ٹکڑ نہیں کر رہی ہے۔

"وہ جلدی جلدی ٹیکس جیسے کائی ہوئی ہوئی۔" یہ ظنیوں کی انجمن ہے۔"

"نہر گز نہیں.... ظنی ہی تو آدمیوں کو حلقہ بندتے ہیں۔" بڑا سے نے سنجیدی سے کھل ۳ مجن

کے انفرادی مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ ظنی کی کتابیں خرید خرید کر نذر آتش کی جائیں۔"

"وہ یہ بھی جیپ ہے۔ کیا انہی کرنے سے قطعاً بڑا ہو جائے گا۔"

"ہم اتنی ہی ختم ہے.... ان باتوں پر غور کرنے لگیں تو حلقہ بند نہ کھلا تھا۔"

"حالا کہ آپ نے ابھی تک ایک بات بھی بے وقوفی کی نہیں کی۔" روشی مسکرائی۔

"بہت زیادہ حلقہ بندوں کو اکثر حقائق میں بھی گمراہیاں نظر آجاتی ہیں۔"

"آپ مجھے ظنی اتنی نہیں معلوم ہو۔"

"جو کچھ نظر آتا ہے اس کا اکثر حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔"

"آپ قشقی ہیں.... مجھے یقین ہے۔"

"کاش آپ قشقی کہنے کی بجائے مجھے تمدنی تمدنی گاڑیں دیتے۔"

"تو ہو تو.... قشقی کہا.... گاڑی سے بھی بڑا ہے۔"

"بھینٹا.... ہم انھوں کے لئے گاڑی سے بھی بڑا ہے۔"

"کیا اس انجمن کا کوئی مرکز بھی ہے؟"

"ہی ہیں.... کیا آپ میرے ساتھ وہاں چاہتے ہیں کہ ہم ہر شام وہاں اکٹھے ہوتے ہیں

اور ہم سے طرغ طریق کی حقائق سرزد ہوتی ہیں۔"

روشی کو اپنا اصل ترانہ یاد آ گیا۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر اس میں ذرا برابر بھی چائی ہوئی تو عمریں

کے لئے یہ انجمن بڑی پرکشش ثابت ہو گی۔

"میں ضرور چلوں گی....؟" روشی نے کہا۔ مجھے اب تک علم نہیں تھا کہ اس شہر میں کوئی

انجمن انجمن انجمن بھی ہے۔"

"روز بروز ہمارے گھر جتنے ہی ہند ہے۔ شہر کے پتھر سے پتھر سے حلقہ بند بھی اتنی ہی ہے۔"

"بہت غریب...."

اس نے میں کافی آگئی.... روشی نے اس کے لئے کافی اطمینان لیکن اس نے پتلی میں غم نہیں

لا لئے دی تھی۔ جب وہ پتلی میں وہ وہ اہل بکلی تو بڑا سے نے وہ کچھ تک کے اس میں اگلے اور

اسے حل کرنے لگا۔ روشی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کبھی شاید اس سے ٹکلی ہوئی ہے۔ کیونکہ

تک کے ذرات بھی شہر کی طرح مختلف تھے اور ان دونوں کی پتلیوں کی پتلیوں میں کوئی فرق

نہیں تھا۔ تک کی پتلی پیٹے کی پتلی پر موجود تھی اور شہر کی پتلی کافی کے ساتھ اتنی تھی۔ ب

پتلی میں دھماکا ہو سکتا تھا۔

لیکن روشی نے اسے ڈکا نہیں.... وہ دراصل اس چابوتیش سے لطف اندوز ہو رہی تھی

جب وہ کافی کا کوٹ لے کر نر اساتہ نکلتا۔

اس نے گھومتے کر نر اساتہ نکلتا لیکن اسے حلق سے اتار گیا۔ یہ بات بے - ت

تھوڑی دیر تک چلتے پھرتی رہی ہو۔

"آپ نے شاید ظنی سے تک ملا لیا ہے۔" روشی نہیں کر رہی۔

"نہیں وہ وہ اسٹڈ ملا ہے۔ حلق اس ملاقات کو یاد گار بنانے کے لئے۔"

"میں نہیں سمجھتی۔"

"آپ میری محسن ہیں.... اسلئے میں آپ کو بھلا کر چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس وقت مجھے اپنے ساتھ

دلا جائیں تو یہ مجھے کبھی میری ایک رگت قشقی اور میں جہاں ہی وقت جب تک ہے۔"

"لیکن یاد رکھیے اور تک کی کافی میں چنے کیا تعلق ہے۔"

"بس یہ تک کی کافی مجھے بیوقوف پارہ کی دور میں آپ کو بھلاؤ سکوں گا۔ اس نے بڑی

صمیمیت سے کھار روشی ہے ساتھ نہیں دے۔

وہ کافی کے گھومتے لے کر نکلتا اور چنے کی مائل کر تارہ روشی ہنسی رہی لیکن اس

قریب جا کر رک گیا اور ہاتھ نہ دے کسی قسم کے شرب کا ایک گلاس اسے پیش کیا۔ وہ گھسے ہ
 بیٹھے بیٹھے اسے پینے لگا۔

ایک دھڑا اس کے گھسے کو ہلکے کلار ہاتھ

"یہ کون صاحب ہیں....." روشی نے بوڑھے سے پوچھا۔

"ہاری انجمن کے صدر....."

"روشی ہے اقبال انس پڑی....." کیا یہ سداوت گھسے کی پشت پر گزرتے ہیں۔

"جی ہاں....." مگر یہ محل انتہائی حیثیت پر قرار رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ صدر کار عام
 ممبروں میں کچھ فرق تو ہونا ہی چاہئے۔

روشی بھر انس پڑی اور دیر تک انسی تھی۔ بوڑھے نے کہا۔ "یہ بات آپ کو معصوم فرما
 ہوتی ہے۔"

"نہیں..... میں تو سرت کا اقبال کر رہی تھی۔ تو یہ بچے اترتے ہی نہیں۔"

"نہیں..... یہاں سے جاتے وقت وہ گھسے سے اتر آتے ہیں۔ گھاسیں رہتا ہے۔"

گھاس بھر میزوں کی طرف حرا..... جناب صدر گلاس ختم کر چکے تھے اور اب ان کے ہاتھوں
 میں ایک سرگٹ دبا ہوا تھا۔

"حضرت....." انہوں نے میزوں کے درمیان گھاس روک کر کہا۔

"حق ہو رہی کا ایک روکن دیا۔ وہ گیا ہے۔ اس کیلئے فوری طور پر دس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔"

انکا کہ کہ وہ خاموش ہو گئے۔ روشی نے دیکھا کہ ان کوئی کیسیوں سے پرس نکلنے لگے ہیں۔
 کچھ اٹھ کھڑے ہیں۔ اور ایک لڑکے سے ہے۔

ایک دھڑا گھسے کے قریب ایک خالی کرسی لئے کھڑا تھا۔

دیکھتے ہی کرسی میں فوٹوں اور جینوں کے لئے ڈیبا لگ گیا۔

روشی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف وہ جناب صدر کے علم سے

کرسی میں آئی ہوئی روقات کا ٹکڑا کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے آہستہ سے کچھ کھائے پئے کے

لئے جناب صدر سمجھے اور بھر سیدے ہوتے ہوئے انہوں سے بلند آواز میں کہا۔ "خاتمی

حضرت یہ چند ہزار ہیں۔ خبر پانچ ہزار انجمن کے خزانے میں داخل کر دینے چاہئیں گے۔"

روشی نے محسوس کیا جیسے وہ لوگوں نے اس کا ٹوٹا ہوا لب و لہجہ اپنی پہلی ہی طرح
 تقریبات میں مشغول ہو گئے تھے۔

"کچھ بڑی حیرت ہے....." روشی نے آہستہ سے دہرایا۔

"کس بات پر....."

"اتنی زیادہ دیر میں پھر ہزار اکٹھے ہو گئے اور کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کب کا وہ ممبر
 کون ہے جس کے لئے اتنی بڑی رقم کار ہے۔ پانچ ہزار لاکھ آئے تو انجمن کے خزانے میں داخل
 کئے جا رہے ہیں۔ لیکن میں کسی کے پیروے پر بھی احتجاج کیے آج نہیں دیکھتی۔"

بوڑھا بیٹھا تھا۔ مگر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "آپ محل میں ہیں اس لئے آپ کو اس پر حیرت
 ہے۔ ہم اسی محل میں ہیں۔ ہم تو انکا بیٹے ہیں۔ ہاری برادری کے ایک فرد پر

محبت پڑی ہے اس لئے میں اس کی مدد کرتی جا رہی۔ جناب صدر کا خیال ہے کہ بقیہ پانچ ہزار
 انجمن کے خزانے میں جمع کر دیے جائیں۔ لہذا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وہ صدر ہیں
 اس لئے ہم سے زیادہ اہل ہوں گے۔ وہ بھی کوئی لاکھ کام نہیں کر سکتے۔"

یہ انجمن روشی کے لئے دیکھا کا افسوس بھر پور ثابت ہو رہی تھی۔

بوڑھے نے کہا۔ "یہاں اکثر محل میں لوگ آتے ہیں۔ لیکن کچھ دنوں بعد وہ ہم سے استعفا
 کرتے ہیں کہ ہمیں بھی حق تو ہے۔"

"میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی کہ میں بے وقوف بن سکوں گی یا نہیں۔"

"اور ان حق کے دروازے ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔"

"کیا میں آسانی سے ممبر بن سکیں گی۔"

"آسانی سے تو نہیں..... پہلے آپ کو یہاں کچھ دنوں تک بطور مہمان آنا پڑے گا۔ پھر جب
 آپ ہر پہلو سے انجمن کا جائزہ لے لیں گی تب....."

"آخر یہ کیوں؟....." روشی نے بے مبری کا نظارہ کر کے اسے بلکہ بھی پرانہ کرنے دیا۔

"تاکہ بعد میں آپ کو اپنے فیصلے پر کچھ تکان نہ پڑے ہو سکے۔ آج آپ ممبر بن جائیں لیکن
 کل آپ کو افسوس ہو۔"

"تو میں کچھ گئی۔ یعنی جلدی نہ کروں پہلے ابھی طرح انجمن کو سمجھ لوں۔"

"جی ہاں.... کیا بات ہے؟"

روشی انورہ و اسقام کی حاضری دیکھ کر محظوظ ہوئی رہی۔ جناب صدر اب بھی گدھے کی پر ہر اٹھاتے تھے۔ اگر وہ ایک میز سے دوسری میز کی طرف گدھا بٹک کر لے جاتے تو اس طرح وہ علق آدھوں سے گھٹک کرتے پھر رہے تھے۔

روشی کچھ دیر بعد بولے۔ "آپ نے کہا تھا کہ کوئی صاحب تقریر بھی کریں گے۔"

"ہاں.... ہو تو کلی تقریر...."

"کیاں....؟"

"جناب صدر نے ابھی تقریر ہی کی تھی۔"

"یہ تقریر تھی۔" روشی نے حیرت سے کہل۔

"مجھے دیکھئے ہم اسٹیج لوگ بہت زیادہ باتیں نہیں بناتے.... یہ تو محل مندوں ہی کا کام ہے کہ اگر چندہ بھی مانگنا ہو تو زمین و آسمان کے غلابے طا کر رکھ دیں۔"

"میرے خدا.... آپ بے قلمی ہیں....!" روشی نے کہل۔ "بے قلمی.... یہ بات آپتہ آہستہ مجھ تک بھی آتی ہے۔"

"تیک بیک یوز ہائر منڈ نظر آنے لگا روشی نے اس کی طرف سالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہل۔ "آپ کچھ عمر مند سے نظر آنے لگے ہیں۔"

"ہاں.... جی سوچ رہا ہوں کہ آپ خدا خواست ممبر بن گئیں تو ہم سب چاہو ہو جائیں گے۔"

"کیوں....؟"

"آپ ہمیں کچھ قلمی بنانے کی خوش شروعات کر دیں گی اور ہماری اسنے دنوں کی محنت برباد ہو جائے گی۔"

"وہ آپ تو محل مندوں کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگے۔"

"میں ابھی جاں ہی میں ممبر بنانا ہوں۔"

روشی کچھ دیر وہاں ٹھہری پھر بوزے سے اجازت طلب کر کے اٹھ گئی اور چلتے وقت حتمی شہر باغاس نے جناب صدر کے گدھے کو جٹک کر سلام کیا اور جناب صدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے دعا دی۔ "خدا تمہیں خوش رکھے۔"

روشی باہر آئی.... یہ انجمن اس کے ذہن پر نہری طرح چھا گئی تھی۔ وہ جتنا بھی اس کے حلق غور کرتی اتنی ہی گھبراہٹیں اس حلق میں نظر آتیں حالانکہ ابھی اسے اس کے ہارے میں یکہ بھی نہیں معلوم تھا کہ بعض حالات کی بنا پر وہ قیاس تو کسری کتنی تھی۔



روشی تقریباً آٹھ بجے قلیٹ میں پہنچی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ وہاں اعتوں کے شہنشاہ سے بھی ملاقات ہو سکے گی۔ مگر عمران موجود ملا۔ شاید جن باہر قلیٹ میں اس کی شکل دکھائی دی تھی۔ روشی نے روشنی بیک میز پر داخل دیا اور کوٹ اتارنے لگی۔

"کیوں تم کہاں تھے۔" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ جو سر ہٹا کر بے بیجا فحشوں سے میز کا پالش کرنا رہا تھا۔

"آج سے اٹھائیس سال پہلے ماں کے چہرے میں تھا۔" عمران نے سر اٹھا کر کہل۔ "ابت اس سے پہلے کا ہوش نہیں ہے۔"

"اگر تم میری وجہ سے یہاں رہنا پسند نہیں کرتے ہو تو میں کہیں اور انتظام کروں۔"

"یہ تو بڑا چھانچیل ہے۔" عمران نے آہستہ سے راز دارانہ لہجے میں کہل۔ "وہیں میرا بھی انتظام کر لینا۔ کیونکہ میں اب سلیمان کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ کینت مجھ سے بھی فرود کرنے لگا ہے۔"

"کیوں.... وہ کیا کرتا...." اس سے زیادہ شریف اور ایمان دار غلام آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔"

"تم خود خواہ اس کی طرف داری کر کے مجھے غصہ نہ دلاؤ...." عمران نے فضیلی آواز میں کہل۔ "اس کینت کی وجہ سے میری شکل چہرہ ہو گئی۔"

"کیوں....!"

"بزار بار کہاں دوو سے کہ مجھے سوگ کی دہل نہ کھلا کر.... لیکن نہیں مانتا۔ محل چہرہ کر کے رکھ دی۔ ہوس.... چہ نہیں کیا لایا قلم وہ یکن چہا چوں کی شکل.... مگر وہ چہا چوں کی طرح اچھا حالائیں تھا اور اعتوں کے نیچے کڑا تھا۔ اور چہا چوں.... چہا چوں...."

"جناب....! سلیمان نے بھی نہ میری.... سو سو...."

"پہلے کے بچے....." عمران نے غصے سے بھجکا کر کڑا ہوا کہا۔ "مجھے آج معلوم ہوا کہ وہ سوگ کی دلدل سے ہٹائے جاتے ہیں۔"

"سوگ ہی کے قاضی ہوئے ہیں۔" سلیمان بولا۔

"روٹی....." عمران دھڑلے سے ہٹائے چڑھ کر سامنے سے..... وہ نہ مٹا اس کے خاتمہ میں لڑکھو لڑکھو کر دوں گا۔"

"مٹ کر....." روٹی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں میں لڑکھو لڑکھو ہاتھ نہ کر دوں۔"

"کیا میں نے تمہیں سوگ کے پانچ کھائے ہیں۔" عمران الٹ پڑا۔

"آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب....." سلیمان نے کہا۔

"کیا بھول رہا ہوں....."

"آج آپ کی خاموشی کا دن ہے..... پچھلے پانچ سال سے آپ منگل کے دن خاموش رہتے آئے ہیں۔"

"کوہ..... ہسپ....." عمران نے ہونٹ پر ہونٹ ہٹائے۔

"سنو....." روٹی نے اسامہ سے ہاتھ کر بولا۔ "میں آج تم سے زیادہ ماضی آدمیوں سے ٹکر آ رہی ہوں۔"

پھر وہ چپان کر بیٹھیں۔ عمران خاموشی سے مست رہا۔ لیکن جب وہ اس کے خاموشی ہو جانے پر بھی کچھ نہ بولا تو روٹی کے جوش و خروش پر پانی پڑ گیا۔ وہ کبھی حتیٰ کہ شاید عمران اس کے حلق سے کچھ اور بھی معلوم کرنا چاہے گا۔

دلخیز فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسپورڈ اٹھالیا۔

"ہیلو....."

"بلیک ڈیوڈ..... سر....." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا خبر ہے....."

"وہ تین آدمی ہیں جناب..... اور ڈیٹی سکرپٹر کی ہر سٹ اسٹنٹ سز نے ان کے ساتھ ہے۔"

"کیا وہ اب بھی کلب میں ہی موجود ہیں۔"

"جی نہیں..... اب وہ گھر کے چار عرصی کیمین میں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کے دلوں کے ایک نہیں ہیں۔"

"میں پر نظر رکھو..... لیکن تمہارے خیال سے وہ کسی جگہ میں ہیں۔"

"میں نے سز نے فون کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔"

"کوہ..... اچھا تو ہیں حمید..... میں آ رہا ہوں۔ لیکن اگر اس دوران میں وہاں سے کہیں دور لے جاتا ہوں تو تم میرا انتظار نہیں کرو گے۔ کبھی۔"

"جی ہاں....."

عمران نے سلسلہ قطع کر دیا۔

"کیا تمہارے....." روٹی نے پوچھا۔

"چند دستوں نے سز عمران کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔"

"کیا مطلب....."

"سز عمران کا مطلب یہی..... یا بہت زیادہ پلا دینے کا....."

"تم نے شادی کب کی....."

"بہت زیادہ پلا دینے کے لئے شادی ضروری نہیں ہے۔"

"میں تمہارے سر پر کسی شیڈوں کی۔"

عمران کوئی جواب دینے کے لئے قیٹ سے باہر نکل آیا۔ سڑک کے کنارے اس کی فوسٹر موجود تھی۔ اس نے بڑی بھرتی سے انجن اسٹارٹ کیا اور کھڑے ٹرنے لگا۔ وہ شہر کے ایک بڑے ہوٹل کے قریب کی طرف چلا تھا۔ چند منٹ بعد وہ اس نے کار گھر کے پھاٹک والے فٹ پاتھ سے لٹکائی۔ اسے کچھ دھڑکنے لگا۔ اس نے گھبراہٹ سے اس کے گھر کے دروازے پر دھڑکی۔

ڈانک بلی میں کچھ کارس کیمین کی طرف ہو گیا۔ مگر پھر چارہ ہوئی کیمین کے سامنے کے پتھر سے دائیں ہوتا چلا گیا۔ چارہ عرصی کیمین خالی تھا۔ عمران بڑی لاپرواہی سے چلا ہوا باہر آیا۔ اسی اطمینان تھا کہ بلیک ڈیوڈ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا ہو گا اور حقیریت اس کی طرف سے کوئی دوسری اطلاع ملے گی۔ قند اب اسے جلد و جلد داخل منزل پہنچا چاہئے۔ کیونکہ ایسے حالات میں اس کے ماتحت داخل منزل ہی کے فون نمبر استعمال کیا کرتے تھے یا پھر سڑی زائس میروں

کے ذریعہ انکی فوسے رابطہ قائم کرتے تھے۔

عمران نے تیزی سے کپڑاؤں لے کر..... اور اپنی کار کی طرف بڑھا مگر دوسرے ہی لمحہ میں اسے رک جاتا تھا کیونکہ بلیک زیرو اس کی کار سے پشت لٹکے کھڑا آکھیں مل رہا تھا۔ یہ ایک سخت منہ زور جھڑپ تھی۔ قہر وسط قہار اور اعضاء مضبوط تھے۔ وہ عمران کے قریب پہنچ جانے کے بعد بھی اسی طرح آکھیں مٹا رہا۔

"ووہ..... کیا ہوا ہے....." جھپٹیں۔ "عمران اس کا شٹل بچھوڑ کر چلا۔

بلیک زیرو بے ساختہ اچھل پڑا..... اور پھر فوجیوں کے سے انداز میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"جناب مجھے بے حد افسوس ہے۔" اس نے کپکپاتی ہوئی سی آواز میں کہہ "عقاب چاہی نہ رو سکا۔"

"کیوں.....؟" عمران کا لہجہ بہت سرد تھا۔

"وہ شاید اس سے واقف ہو گئے تھے کہ ان کا عقاب کیا چاہ رہا ہے۔"

"جھپٹیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ واقف ہو گئے تھے؟"

"میرے سر کے نیچے سے ہر ایک دوسرا سر نمودار ہو گیا ہے۔"

وہ آگے کی طرف جھک کر ہاتھ سرٹا ہوا ہوا۔ عمران نے اس کے سر میں درم غموس کیا۔

"یہ کیسے ہوا.....؟" اس نے پوچھا۔

"وہ صدر دروازے سے نکل کر کپڑاؤں میں نہیں آئے تھے..... بلکہ انہوں نے بلیلی دروازہ

منتخب کیا تھا جو اس گلی میں نکلا ہے۔" بلیک زیرو نے ایک قریبی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

کہہ "سبز نمائی ہو ش میں نہیں تھی۔ وہ آدھوں نے اسے سہارا دے رکھا تھا اور تیرا ان کے

پچھے تھا۔ جب وہ دروازے سے نکل گئے تو میں بھی آئے بڑھلا۔ کچھ گلی تک نیم چار کی سی رہتی ہے۔

وہ چار قدم ہی چلا ہوں گا کہ کسی نے پشت سے سر پر کوئی وزنی چیز مار دی اور میں وہیں ڈھیر ہو گیا۔

میں بھرا بھی ابھی ہو ش آیا ہے۔"

"ووہ.....؟" عمران تشویش کن انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"میں نے بہت احتیاط برتی تھی جناب..... بلیک زیرو نے خوشداشت لہجے میں کہہ

"پر اہم دست کرو..... کیا ان تینوں میں وہ آدمی بھی تھا جس کے اوپر کی ہونٹ میں خفیف سا

کال ہے۔"

"کی ہاں..... تھا.....؟"

"جہلو..... بیٹھ جاؤ۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف کی کڑی کھول کر اسٹیرنگ سنبھال

لیا۔ "میں جہیں سبز نمائی کے مکان کے سامنے ایسا کر آگے بڑھ چاہوں گا اور جہیں منٹ تک

اگلے موڑ پر تھہرنا انتظار کروں گا۔" جھپٹیں یہ معلوم کرتا ہے کہ وہ گھر پہنچا یا نہیں۔"

"بہت بڑھ چاہتے....."

کار چل پڑی..... ان دونوں نے راستہ خاموشی سے طے کیا اور دس منٹ بعد عمران نے گاڑی

روک دی۔ بلیک زیرو اتر گیا اور گاڑی پھر چل پڑی۔

اگلے موڑ پر عمران نے اسے سڑک سے اتار کر انجمن بند کر دیا۔

یہاں سے سبز نمائی کے مکان کا قافلہ زیادہ سے زیادہ دور لٹک رہا ہو گا۔

عمران گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ اب وہ امتوں کی انجمن کے حلقے سوچ رہا تھا۔ روشنی سے ملی

ہوئی اطلاعات غلط نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ عمران کو اس انجمن کے وجود کا علم پہلے ہی سے تھا۔

لیکن وہ دور ہی سے اس کے حلقے معلومات فراہم کرنا چاہتا تھا۔ بذات خود اس نے "دارالمنقہ"

جانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

بلیک زیرو پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر واپس آگیا..... اور آتے ہی اس نے کڑی کی پر ہاتھ رکھ

کر جھٹکے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "مگر تاہم ایک چارہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اندر کوئی بھی نہیں ہے۔"

"اچھا.....؟" عمران نے کچھ دیر بعد کہا..... "تھہرا کام ختم ہو گیا۔"

پھر اس نے مشین انسداد کی..... اور گاڑی سڑک پر لے آیا۔

"سنو.....؟" عمران نے گاڑی پھر روک کر کہہ لیکن انجمن نہیں بند کیا۔ بلیک زیرو تیزی سے

آگے بڑھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا عقاب ٹھہرے کے قریب ہی سے شروع ہو گیا تھا۔" عمران نے آہستہ

سے کہہ

"نہیں.....؟" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں..... آں..... دیکھو..... تم کوھر سے پڑے کروڑ ہوتے ہوئے پھول واپس چلے..... میں

"تم قانون کی بات نہ ٹھہرو۔ میں صرف یہ مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے یہ دھوکہ
کیوں دیا؟ چار کا قتل؟"

"میں اس سلسلے میں کوئی مشکوک نہیں کرنا چاہتی۔"

"ابھی بات ہے۔۔۔ جنہیں میں اسی عداوت میں مرنا چاہتا ہے گا۔ یہ میں چاہتا ہوں کہ تم عداوت
بنا دے۔ ایک ڈیٹی سیکرٹری کی اسسٹنٹ ہو۔۔۔ اور اب مجھے کو اطلاع دینے بغیر تم عداوت
ہو جاؤ گی اس طرح تمہاری سازشتمی پے کی ہور تم ہمیں کسی طرح قتل کر دو گی چوکی۔"

"آخر یہ سب کیوں ہو گا۔ سنو تو کسی۔۔۔ ظہور۔۔۔"

"مرحمان نے کوئی 2 بجے بغیر دروازہ کھولا اور باہر نکل آئے خود کار دروازہ بند ہو کر منتقل
ہو چکا تھا۔"

"مرحمان دوسرے کمرے میں آیا اور یہاں سے فون پر بلکے زبرد کے نمبروا نکل گئے۔"

"ہیلو۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔"

"تم مگر کتنے کچھے ہو۔۔۔"

"نہیں سر۔"

"کوئی خاص بات۔"

"نہیں جناب۔۔۔ میرا خیال تھا کہ میں میرا بھی تعاقب کیا جا رہا ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ
اس بار ایسا نہیں ہو گا۔"

"ٹھیک۔۔۔ اچھا سنو ان لوگوں کو علم تھا کہ تم ان کی مگرانی کرتے رہے ہو۔ آج انہوں نے
یہ سلوک کرنے کے لئے کہ تم تھا ہو یا تمہارے ساتھ کچھ اور آوی گئی ہیں یہ وارہ اسٹینج کیا
تھا۔ سزائے موتی تقاضی نئے میں نہیں تھی بلکہ میرا خیال ہے کہ شاید ایک گھنٹہ بھی اس کے مطلق
سے نہ اترا ہو۔ بہر حال وہ جنہیں بے ہوش کر کے دیں کہیں پیچھے رہے۔ غائب وہ آج تمہارا
تعاقب کرنا چاہتے تھے۔"

"کوہ۔۔۔ ایک زبرد باز ڈیلا۔" تو مجھ سے بہت بڑی تقاضی ہوئی جناب۔ میں وہاں آپ کی
گلائی کٹری دیکھ کر اس کے قریب رک گیا تھا۔ اگر اس کا شہر بھی ہو گیا ہوتا تو آپ سے دور ہی
رہے کی کو شش کر رہا۔"

"پردہ کھٹ کر۔۔۔" مرحمان نے کہہ "ہاں۔ تم ان کی نظروں میں آنے سے اجڑ کر رہا۔"
"میں کام پر لیفٹیننٹ صدر کی کو مامور کرو۔۔۔"

"بہت بھر جناب۔ مگر کیا ایک آپ سے کام نہیں چل سکتا۔"

"نہیں۔ جنہیں دوسرے کام بھی انجام دینے ہیں اور وہ کام بھر تائے جائیں گے۔ فی الحال
تم آرام کرو۔۔۔"

"مرحمان نے سلسلے متعلق کر کے اپنے ٹیلی فون کے نمبروا نکل گئے۔"

"روشی۔ روشی۔" اس نے پتہ چھوٹے ہیں میں کہہ کر دوسری طرف سے روشی کی بجائے
سلیمان کی آواز آئی۔"

"کب تو روشی ہے۔" مرحمان دھڑلہ

"وہ سوئے کے لئے چلی گئی ہیں جناب۔۔۔"

"بچاؤ فوراً۔"

"کچھ دیر بعد دوسری طرف سے روشی کی مگرانی ہوئی سی آواز آئی۔"

"کیا بات ہے۔۔۔ تم سے خدا بچے میں سو گئی تھی۔"

"کوہ۔۔۔ روشی ڈیڑھ۔۔۔ بہت ضروری بات ہے۔"

"مگر تم مجھ سے بحث نہیں کر رہی۔"

"نہو بھی۔ مجھے نیو آ رہی ہے۔"

"میں نے تمہارے لئے ایک بھرتی وار آرام دہ فلیٹ کا انتظام کر لیا ہے اور جنہیں اسی وقت
وہاں منتقل ہونا ہے۔ مگر ظہور۔ تم نے اس روز سے اسحق کو اپنا پتہ تو نہیں بتایا تھا۔"

"نہیں کیوں؟"

"میں بہت عرصہ سے اس انجن کے چکر میں ہوں اور اتفاق سے اب ایک بہترین موقع ہاتھ
آ گیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی صاف صاف کہو۔۔۔"

"وہ جنہیں انجن کا ممبر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تم نمبر بن چو۔"

"کوہ۔۔۔ مگر اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ کیا وہ کوئی جرم کر رہے ہیں۔"

"تمہارا خیال مجھ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر شبہ ہے۔"
"میں قسم کا شہرہ!"

"روحانی ذہن وقت نہ برابر کرو۔ ہماری چنگی دروازہ میں کچھ چٹیاں ہیں ان میں ایک ایسی بھی ہے جس میں سرخ رنگ کا حلقہ پڑا ہوا ہے۔ اسے نکال کر اپنے سامان سمیت آٹھویں شاہرہ کی کمرہ بلندنگ میں بھی جائو۔ قلیف نمبر کیمرہ میں تمہارا قیام ہو گا۔ وہ چابی اسی کی ہے اور کل شام کو تمہارا "دارالحق" پہنچنا ضروری ہے۔"

"لیکن میں دوسرے قلیف میں کیوں جاؤں؟"

"مصلحت اس لئے کہ تمہارا گھر سے کوئی حلقہ ظاہر نہ ہو سکے۔"

"میں سمجھ گئی... اچھا... اس قلیف میں کتنے کمرے ہیں۔"

"نہیں... بہت شاندار قلیف ہے۔ تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی اور پاس پر دوس والے جھینس شہرہ کی سمجھیں گے کیونکہ اس عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی قلیف انکا شاندار نہیں ہے۔"

"تم مجھے یہ خوف تو نہیں بخا رہے۔"

"نہیں ذہیز۔ اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو مجھے کوئی مار دینا۔ اب دیر نہ کرو۔ اس قلیف میں فون بھی ہے۔ میں تمہیں اپنے کچھ پرانے نمبر بھی بتاؤں گا جن کے ذریعہ تم مجھ سے ہر وقت گفتگو کر سکو گی اور اب میں بھی کچھ دنوں تک اپنے قلیف کارخانہ نہیں کروں گا۔"

"تھوہ... تو کیا یہ کوئی بہت زیادہ اہم مسئلہ ہے۔"

"ہاں ذہیز... اہم ترین... میں اب تم وقت نہ برابر کرو۔ ایک گھنٹے بعد میں تمہیں وہیں فون کروں گا۔"

"اچھا۔" روحانی نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔



دوسرے دن عمران اور منصور سڑکیں ہاپ رہے تھے۔ وہ پیدل ہی چل رہے تھے اور ان کے چہروں پر گھٹی ڈالیاں تھیں۔ ہاس حردوں کا ساتھ۔ دونوں نے تقریباً پندرہ منٹ سے ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کی تھی اور پیدل چلنے ہوئے تو تقریباً آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا۔ بندرگاہ کے علاقہ میں وہ آٹکل اسٹیشن کے قریب رک گئے۔ یہاں اندرون ملک کے تیل کے

جشوں سے پائپ لائنوں کے ذریعے تیل لایا جاتا تھا اور یہ واحد آٹکل اسٹیشن تھا جہاں سے تیل تیل کی تقسیم ہوتی تھی۔

دو دنوں فٹ پاتھ پر بیٹھ گئے۔ یہاں وہ تجا نہیں تھے۔ فٹ پاتھ پر خاصی بھیڑ تھی اور یہ سب گودی کے حردو تھے۔ جو خواہ مخواہ فردوشوں اور جھٹکی چائے والوں کے گرد بھیڑ لگائے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد ایک حردو ان کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ شاید عمران نے اسے اشارے سے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"کیا خبر ہے؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"آج کی نہیں ہوئی۔" حردو نے جواب دیا۔ "تمہارے چار ہزار ملین کی اطلاع تھی۔ وہ سب بچ چکا۔"

"کل... کیا بار خفہ۔"

"چار ہزار ملین کی اطلاع تھی لیکن صرف لاکھ ہزار ملین یہاں تک پہنچے۔"

"جب تو یہ پائپ لائن کی خرابی نہیں کہی جاسکتی۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ اب تک مجموعی طور پر کچھ ہزار ملین تیل غائب ہو چکا ہے۔"

"تم روٹی کے ساتھ کبہہ کہہ سکتے ہو کہ کچھ ہزار ملین کی کمی ہے۔"

"میں سنی سناٹی بات نہیں کر رہا۔" حردو نے جواب دیا۔

"میں نے یہ یاد دیکھا ہے۔"

"تھوہ... جب تو تم بڑی ہوشیاری سے کام کر رہے ہو۔"

"میرا نام چوہان ہے۔" حردو نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "اور آپ کیا فرماتے پھر رہے ہیں عمران صاحب۔"

"کچھ نہیں... میں تم بھیڑوں کی رکھوالی کا کتا ہوں۔؟"

"لیکن یہ پکار کیا ہے۔"

"پکار کے حلقہ ایکس نو سے پوچھنا۔" عمران نے جواب دیا۔ "جب تم جاؤ۔ اس وقت تک یہاں سے نہیں ہونے جب تک کہ ایکس نو کی طرف سے تمہیں کوئی اطلاع نہ ملے۔"

"آخر تو خولہ خولہ میرے ہی پیچھے جا گئے ہو۔ کیا اس کام کے لئے دوسرے نہیں تھے۔ مے

میرے نگہوں سے اتنی بدبو آ رہی ہے کہ خدا کی پتہ...."
 "بھئی.... یہ انکس ٹوکا انتھاپ ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔"
 "توبہ اور کیا دیکھتا ہے۔"

"بہت کچھ۔ جنہیں کسی ایسے آدمی کی تلاش ہونی چاہئے جس کی کا سبب جانا ہو۔"
 "مثل کے ناخن لو۔ عمران صاحب اب آدمی دہلے گا جہاں سے تل آتا ہے یہاں۔"
 "یہاں بھی مل سکتا ہے۔ جس منطق کو تم فکر کا اریہ بناتے ہو اسے دوسرے شاید قبول کرنے پر تیار۔ ہوں اور دوسروں کا رزق فکر تھامے سوچنے کے انداز سے مختلف ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسے معاملات میں منطق کو دخل دینا.... حالات ہی ہے۔"

"ابھی بات ہے۔" چوہان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر وہ اٹھ اور ایک طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے ایک لمحے میں مڑے دیکھا اور مصدور سے بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لوگ کام سے جان کیوں چراتے ہیں۔"

"آج کل اسے بھی جو ایسا ہے کچھ عقش ہو چلا ہے۔" مصدور نے فہم کر کہا۔
 "آرہیں تو اس عورت کو انتاف سے الگ کر دینا تو بجز خدا...." عمران جڑ بایا۔

"مگر عمران صاحب۔ وہ تو آپ کے لئے چکل ہو رہی ہے۔"

"اس کا بڑا احسان ہے کہ وہ میرے لئے چکل ہو رہی ہے۔" عمران باوجود سناہ بچے میں ہوا۔
 "کاش میں دولت مند ہوتا اور اس کے لئے ایک عظیم الشان پاگل خند قیصر کر سکتا۔ پاگل خند تاج محل کے نمونے کا جسے آئندہ نسیم دیکھیں اور عش عش ترشیں۔ دور دور سے لوگ عش عش کرنے کے لئے یہاں آتے۔"

مصدور ہنسنے لگا۔ عمران اٹھ گیا تھا۔ دوروں پھر ایک طرف چل پڑا۔

"آخر تل کا کیا قصہ ہے۔" مصدور نے پوچھا۔

"تل کا قصہ تیل والے جانیں۔ میں تو صابون بیچتا ہوں۔"

"آہ۔ تو آپ کو بھی علم نہیں ہے۔"

"نہیں۔ ایکس ٹوکا طریق کار یہی ہے کہ اس کے ماتحتوں کو پورے واقعہ کا علم ہرگز نہیں ہوتا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی کتہہ پوشیدہ نہیں رہتا۔"
 "ایک کتہہ.... آج تک مجھ سے بھی پوشیدہ ہی رہا ہے۔"
 "کیا...."

"تمہیں کہ ایک نوکسی عورت کی اولاد ہے یا بکری کی۔ بالکل بکریوں کی طرح بولتا ہے۔" مصدور ہنسنے لگا پھر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ فون پر دوپہانی آواز بگڑنے کی کوشش کرتا ہے۔" "خدا جانے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور ایک گندری کی گلی میں گھس پڑا۔ یہاں بھات بھات کی بدبوئیں گونج رہی تھیں۔ مصدور نے ناگ بند کر لی۔

"آئیے۔ یہ کیا اتارنا ہی ہیں...." عمران نے اسے ٹوکا۔ "یہ نہ بھولو کہ اس وقت تم اس طبقے کے ایک فرد کے بھیج میں موجود ہو جو انھیں بدبوئیں میں جہم لیتا ہے اور انھیں میں مر جاتا ہے۔ ہاتھ بٹاؤ۔"

"مجھے ختم ہو جانے لگا۔" مصدور گھٹی گھٹی آواز میں بولا۔

"پر وہاں مت کرو۔" ہو جانے دو۔" عمران نے سخت لہجہ میں کہا اور مصدور کی روح نیک لڑا خلی کیونکہ اس لہجے میں اسے شمال والے عمران کی جھلکیاں محسوس ہوتی تھیں۔ دوسرے ہی لمحہ قطعی غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ ناگ پر سے ہٹ گیا۔
 "وہ کچھیل رات کار کا کیا قصہ تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھ کو ایسے اطلاع دی تھی کہ ریلے کر اس پر ایک ایسی کار کھڑی ہوتی ہے جس کا ایک پیچہ بے کار ہو گیا ہے۔ کار کا نمبر نوٹ کرنا تھا۔ میں اسے تو روک دیاں پیچھے لیکن ہمیں کوئی ایسی کار نہیں مل سکی۔" عمران نے اس پر رائے زنی نہیں کی۔ مصدور بھی خاموش ہی رہا حقیقت تو یہ تھی کہ وہ جھنگو کے لئے ہونٹ کھولنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے نہ کھنے پر یہ ساری بدبوئیں اس کے حلق کے نیچے اتر جائیں گی۔

خدا خدا کر کے گئی قسم ہوئی کہ وہ ایک کشادہ سڑک پر آٹھلے کچھ دور چل کر عمران رک گیا۔
 "اب میں یکس نوے حکم کے مطابق جنہیں ایک کام سوچا ہوا ہے۔"

"مصدور۔" ضرور۔"

"جنہیں اس فٹ ہاتھ پر ان حذر و دل کے ساتھ سونا پڑے گا۔"

”میرے خدا...! مندر اپنا سر سہلانے لگا۔ جین مرغان اس کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بے اختیار
 ہوا۔ ”کوھر دکھو۔ کیا مرغان حردو وں میں اپنے کسی ساتھی کو پہچان سکتے ہو۔“

مندر نے فٹ پاؤں پر نظر آنے والے بے شمار حردو وں پر نظر ڈالا۔ جن میں بوٹ پالش
 کرنے والے مہملوں کے مہملوں پر بھی اور بوجھ اٹھانے والے ہر طرح کے حردو وں۔
 ”کوہ...“ مندر نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا۔ ”میں نے پہچان لیا۔ دوسرے نہیں دلا
 جینی طور پر لیفٹیننٹ سدری ہے۔“

”گڈ۔ تمہاری اسی صلاحیت کی بناء پر آپس نو فم سے اہم ترین کام لینا چاہتا ہے۔ بہر حال
 اب آپس نو فمیں اپنا کہ تمہاری موجودگی میں سدری یہ کام انجام دے۔ تم خود دیکھ رہے ہو کہ
 اس کا میک اپ کتنا قفس ہے۔ تم نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔“

”مکھی بات ہے۔“ ”مندر نے اپنی تریب پر خوش ہو کر کہا۔ ”مگر کیا ہے۔“
 ”مرغان دوسری طرف والی غارت کی جانب اشارہ کر کے ہوا۔ ”یہاں ایک ایسا آدمی رہتا ہے
 جس کے اوپری ہونٹ پر بائیں جانب خلیفہ سا خلیفہ ہے۔ جنہیں اس پر نظر رکھی ہے اور یہ
 دیکھتا ہے کہ یہاں کس قسم کے آدمی آتے ہیں۔“

”اطلاؤ دینے کی کیا صورت ہو گی۔“
 ”وہ کیا تو کیا جیو لو کو نوں کرنے رہتا رہا وہ اسی سے جنہیں بدلیات بھی نہیں گی۔“
 ”آخر اس نے ایک عورت کو ہمارا انچار کچا بنا کر کھا ہے۔“ ”مندر ہوا۔
 ”یہ اسی سے پوچھنا... اچھا میں چلا۔“ ”مرغان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔



مرغان سز نعمانی کو ہر طرح ڈراتا دھمکتا رہا۔ لیکن اس سے کچھ بھی نہ معلوم ہو سکا۔ وہ کسی
 قبت پر بھی یہ بتانے پر تیار نہیں تھی کہ ان مشتبہ آدمیوں سے اس کے تعلقات کس قسم کے
 تھے۔ مگر وہ سرد ہوتی تو مرغان اس پر تشدد بھی کر گا۔ مگر وہ عورت تھی اور اس کا حقیق حکر
 خادجہ سے تھا۔ ”خادجہ سے تعلق ہونے کی بناء پر مرغان کو تشویش ہوئی تھی۔ مگر وہ اس
 آدمی کے ساتھ نہ دیکھ جاتی جس کے اوپری ہونٹ پر خلیفہ سا خلیفہ تھا تو شاید مرغان اس کی
 طرف دھیان دینے کی بھی ضرورت نہ محسوس کرتا۔ اس آدمی پر عرصہ سے مرغان کی نظر تھی

اور وہ اسے کوئی غیر ملکی جاسوس سمجھتا تھا۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتا رہا کہ سز نعمانی
 کی زبان کسی طرح کھلوانی چاہے... آخر کار اس نے اس سے کہا۔ ”تم ایک عرضی کھبو کہ
 جنہیں عین دن کی رخصت دی جائے۔“

”میں نہیں کھوں گی۔“ اس نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

”خدا مت سے ہر طرف کرو دی جاو گی۔“

”مجھے پردہ چھو۔“

”نہر سو لو۔“ ”نہر اس طرح تکیب ہو جا پہنچا کہ مرغان نے اس کا کیونکہ ان دونوں تم
 کے لئے ایک کام انجام دے دو، جس کو اس کے کلمات تمہاری ہی تحویل میں ہیں۔“

”تم کیا چاہو...“ ”سز نعمانی یک بیک چوک چڑی

”میں کیا نہیں چاہتا۔“ ”کیا تم اپنی بھیلی زندگی کے حلق ہی کچھ سننا چاہتی ہو... میرا
 خیال ہے کہ اگر سز نعمانی کو تمہاری بھیلی زندگی کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں تو وہ جنہیں
 طلاق بھی دے سکتے ہیں۔“

”نہیں...“ ”خدا سز نعمانی کے چہرے پر زردی نظر آنے لگی۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم خود بھی اسے سمجھتی ہو۔“

”تم آخر کو کون...“

”کالا چار...“ ”جس تم سے صرف اتنی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تینوں کون تھے اور تم
 انہیں کب سے جانتی ہو۔ جان پہچان کیسے ہوئی تھی۔“
 ”آخر کیوں پوچھتا چاہتے ہو۔“

”جب میں اس سلسلے میں کوئی شکوک نہیں کروں گا۔“ ”مرغان نے غور سے کہہ
 ”میں چاہتا ہوں اور تقریباً ایک ہفتے بعد میری داہنی ہوگی۔ یہ بھی سن لو کہ اس کمرے کے
 مہمانوں کے لئے صرف قیام کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ طعام کا نہیں۔ اس لئے سوچنا ہوں کہ ایک
 ہفتہ بعد تم کس حالت میں ملو گی۔ اچھا...“ ”نہیں...“ ”کچھ قطعاً نہ سوچنا ہے۔“
 ”مرغان جاننے کے لئے اٹھ

”مندر...“ ”سز نعمانی کی پہلی ہوئی آواز میں ہلکی

484 *Journal of Management Inquiry* 16(4)

”میں انہوں کی انجمن کی ممبر ہوں ...! وہ آہستہ سے بولی۔

”ابھی تک تو ہم اسی کا ثبوت دیتی رہی ہو۔“ عمران نے اپنے بچے میں بے تعلیقیت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”مگر جب تمہیں یقین نہ آئے تو تمانے سے کیا قائم ہو“ مسز نعمانی ہنسنے لگی۔

”تم کہتی جاؤ دنیا میں بس اسی ایک۔ انجمن کی کمی تھی۔ وہ یہاں کے لوگوں نے پوری کر دی۔“

”میں پتہ بتا سکتی ہوں۔ پہلے تم تعذیب کرو پھر میں بتاؤں گی۔ جن لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے وہ مشکل ہی سے یقین کریں گے۔“

”میں یقین کروں ہاں کروں تم جو کچھ کہتا چاہتی ہو کہو تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے میرے پاس ذرائع موجود ہیں۔“

”وہ بے پردہ لڑ کھنڈرے آدمیوں کی انجمن ہے۔ جو بد دوستی احمق بن کر زندگی کو ایک نئے سانچے میں اچالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ شرم دار سے شرمی میں فرق نہیں کرتے۔“

عزت اور دولت دونوں علی ان کے لئے بے معنی الفاظ ہیں۔ نہ انہیں فخر آتا ہے اور نہ وہ فخر کو اس جھگٹنے دیتے ہیں۔ نئے محبروں کو ان چیزوں کا بخوبی جاننے کے لئے انہیں بہت محنت کرنی

۴۹۱ مکی منقلب

انہوں نے مجھ سے کہا کہ شریوں کی ایک لگ شروع کر دوں۔ مجھے اس کے تصور سے ہی میں معصوم ہوئی۔ لیکن پھر کلب کے قوانین کے مطابق مجھے ان کے کہنے پر عمل کرنا ہی پڑا۔ مجھے

بڑی شرم معصوم ہو رہی تھی اس لئے میں نے شرابیوں کی طرح لڑکھڑاکر چلنے دقت آنکھیں بند کر لی تھیں۔“

آہٹکشی ہی تھی تو وہ دونوں بھاگ کیوں گئے؟“

”کیسی آنکش...“ عمران نے پوچھا۔

”ہم جو مل سے نکل کر ایک گاڑی میں بیٹھے۔“

”مگر گاڑی میں تو دودھ ہی آدی تھے۔“

”ہاں.... صدر صاحب اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھے۔“

”صبر صاحب...“

ہاں انجمن کے صدر... اور انجمن میں گدھے پر سوار رہے ہیں۔“

”یہ در کھنک کیا جا رہا ہے۔“

اس عبارت کا نام جہاں اللہ کے اجتماعات ہونے ہیں اسے تم ایک صوم کا کلب سمجھ سکتے ہو۔

”میں پابندِ رقص تھا جس کے لیے ہونٹ پر شاف ساہجہ“

”ہاں۔ وہی وہ اس وقت کار میں موجود نہیں تھے۔ جب تہارنی گاڑی پر اسوں نے بڑکے تھے انہوں نے کہا تھا کہ تم بھی انجمن کے ایک نئے ممبر ہو۔ لہذا وہ تم پر نقلی پستول

سے باز کر کے دیکھیں گے کہ تمہیں قصہ آتا ہے یا نہیں؟

”میرا“ نے آنکھیں پھاڑ کر ہونٹ سکڑائے اور پھر کچھ سوچا ہوا سر ہلانے لگا۔

”سحری گاڑی کے بار میں تین سو روپے چربہ!“

”سہم میں کہا کروں... مجھے تو کچھ بھی علم نہیں“

عمر بن قیسؓ نے ایک کچھ سوچا ہوا کلام لایا۔ "تم تین دن کی رحلت کیلئے ایک عمر

”ہیں۔۔۔؟ نہیں اب میں کسی کی باتوں میں آکر کچھ نہیں کر سکتی۔“

”خیر... مجھے اس سے کہہ کر ہوا تھا اے لئے زیادہ تکلیف دہ ثابت نہ ہوا“

”خدا کے لئے مجھے جانے دو“ ”سزا نعلانی کھکھیاں۔“

۱۱۔ وقت تک نہیں رہیں مگر رہا ہے گا جب تک

2448

"میرا اس لئے سے کوئی قصق نہیں ہے۔"

"تو...." عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مگر اس کار سے ضرور قصق تھا جس سے قاز
نے ملے تھے۔"

"میرے خدا۔ میں کس سمیت میں کھڑی ہوں؟ اس نے وہاں ہی آؤ میں کہہ
میں جس تک تہدی رسائی کیے ہوئی تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"مہر۔ کاش وہ واقعہ پیش نہ کیا ہو۔" ایسا وہی موجود نہ ہوئی۔"

"وہ خاصو ہو گئی اور عمران جواب طلب نکلے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت اس
پر چڑھے پر حالت کے آثار نہیں تھے۔

"ایک ملے گزرا۔" وہ کچھ دیر بعد غلطی سانس لے کر بوند میں جا کھیر پارک میں ایک
لیڈر کی طرح بننے لگی تھی۔ نہ کچھ دیر ہو گئی تھی اس لئے بہت پیچھے کھڑے رہنا پڑا۔ میرے
قریب ہی ایک فیشن بھیل مسٹر آدی بھی موجود تھا۔ تقریر کے دوران میں نے اسے کسی بار
کرنا ہے۔ میرا دوجہ مسٹرم سنی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ اسے پیچھے کھڑے ہوئے
آدھوں کے درمیان ایک نوجوان عورت موجود تھی جو بار بار اس کا کان پکارتی تھی۔ اسے
کچھ بھی نہ سمجھتی تھی کہ بڑے کام پر راہنما نہیں جاتا تھا۔ لیکن وہ صرف کرنا تھا اور مسکایا۔ لیکن ایک بار
بھی عورت کی طرف نہیں گڑا.... کچھ دیر بعد مجھے اس عورت پر خدشہ آئے گا جو اس شریف
آدی کو خود کلام میرے منج میں ڈیل کر رہی تھی۔ بڑا حادثہ زبان سے کچھ بڑھاتا بھی چلا
تھا مجھے یقین نہ پڑا اور میں نے بڑے سے کہا کہ میں نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے جو اس کا کان
کھینچ رہی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ لوگ اور زیادہ نہیں
کے۔ جن لوگوں نے اس عورت کی حرکت دیکھی تھی وہ نئی طرح اس پر رہے تھے۔"

سز نعمانی سانس لینے کے لئے رک گئی اور پھر اس کے بعد کی داستان روشنی کے بیان سے
متعلق نہیں تھی۔ وہ بالکل روشنی ہی کی طرح "دور آنکھوں" میں جا چکی تھی۔ اس کے بیان کے
مطابق وہ بڑا بھی اعقوں کی انجمن کا ایک نیا ممبر تھا اور ایک پرانی ممبر اس کے مبر و متباد کا
اچھا نہی۔ لی تھی۔

تھ دیر خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم فی الحال یہاں قیام

کرنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس تہد سے ملے میں کوئی اصل مندی کر بیٹھیں۔"

"کیا...."

"وہ ہمیں کل بھی کر سکتے ہیں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔

"ہاں۔ ورنہ ہمیں زحمت دہر دیکھنے کی صورت میں عام لوگوں کو اس کا بھی علم ہو سکتا ہے کہ

اسم کو اکر راکھروں پر گرا دیں بھی چلا بیٹھے ہیں۔"

سز نعمانی اپنے تنگ پر توں پر زبان بیکز کر رہی تھی پھر بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "آخر

ہیں لوگوں نے آپ پر قاز کیوں کیے تھے؟"

تم خود بتا۔ ایسا کیوں ہوا ہو گا۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا اور اس نے

گھٹیں جھکا لیں۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "میں کیا جانوں لیکن قرین قیاس سے کہ آپ کوئی

سرکاری چاسوس ہیں.... اور اعقوں کی انجمن بھروسوں کا کوئی کردہ...."

"تو پھر میں بتاؤں میں کیا کروں اگر وہ مجرم ہیں تو انہوں نے مجھے اپنے جیل

میں پھانسنے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"جی، جس تک مجھے ان کی ذات سے بالی نقصان بھی نہیں پہنچا۔"

"نہیں ہے کہ وہ کسی دوسری طرح سے قائم اہمیت چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب...." عمران کو گھورنے لگا۔

"کیا تم اپنے گھر کی خبریں ان تک نہیں پہنچا سکتیں۔"

"ہرگز نہیں۔ ان لوگوں نے آج تک مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میرا ذریعہ معاش کیا

ہے۔ میں کہا ہوا ہوتی ہوں اور میرے دوسرے مسائل کیا ہیں۔"

"خیر کچھ بھی ہو۔ تم فی الحال وہی کر دو جس کو ان پر ہی تہد سے متعلق کا قصہ ہو سکتا ہے۔"

سز نعمانی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چہرے پر ذاتی انتظار صاف پڑھا جا سکتا تھا۔



دوسری صبح شہر کے اخبارات میں ایک سٹیٹیٹر خبر دیکھی گئی۔ یہ خبر سز نعمانی کے

حلق تھی۔ اس کی پراسرہ گندہ کی پر عکس نہ جانے تو پیش ظاہر کی تھی اور اس کی طرف سے

اعلان کیا گیا تھا کہ سز خیرلی کا نشان بتانے والے کو پانچ ہزار روپے بھروسہ دینے کا نہیں ہے۔
بھڑنے سے یہ بھی لگ گیا تھا کہ اس کی تحویل میں بعض اہم کاغذات بھی تھے جو ابھی تک اپنی
سیکرٹری کو نہیں مل سکے۔ ان اذیتوں نے خیال ظاہر کیا تھا کہ ممکن ہے وہ کاغذات ہی اس کی
تشدد کی کاغذات بن جائیں۔

یہ تمام جبریں عمران کی امید پر شائع ہوئی تھیں۔ اس نے رات دہائی منزل ہی کے ایک
کمرے میں بسر کی تھی۔ سبھی صبح اس نے جویہ باغز والے کو فون کیا وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا
تھا کہ اسے سطور کی طرف سے کوئی پیغام ملے گا یا نہیں۔

"جی نہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یہ تیل کا کیا قصہ ہے جناب۔"
"اندرون ملک سے جو تیل آئے اسٹیشن کے لئے بھیجا جا تا ہے اس کی پوری مقدار شہر دار
ہی پہنچتی ہے۔"

"بھی پوری مقدار میں بھی پہنچ جاتا ہے۔" جو یانے پر چلا۔
"شہر دار کا کیا مطلب ہو جا رہا ہے؟"

"کوہ۔" صاف کہنے لگا۔ "میں ابھی سو کر اٹھی ہوں جناب۔ دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ تب بھی
بھی نہیں کہا جا سکتا کہ پاپ لائن میں کوئی غلطی واقع ہو گئی ہو۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے؟"

"جو سکتا ہے آئل لینڈ ہی میں کوئی شہوت ہو رہی ہو۔ ایسا ممکن ہے تم دیکھ کر ہی رہی ہو کہ
آئینہ دینے والے مختلف ہیں۔ میں بت چکی ہے۔ ایک پمپ کے پاس دوسرے پمپ میں گھسنے کی
کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کی جڑیں کھوسکی کر سکیں۔ انارے تیل کا مسئلہ بھی مختلف پمپ کے
پاسوں کی توجہ پر مبنی ہو سکتا ہے۔ دراصل ان دنوں ہم ایک معاہدے کے تحت پنا
تیل ایک دوست ملک کو دے رہے ہیں۔ سب تم خود سوچو کہ معاملات کیا ہوں گے۔ مجھے یقین
ہے کہ مختلف پمپ کے پاس اس میں مزاحمت ہوئے گئے ہوں گی چلی کاروں لگا دیں گے۔"

"جی ہاں۔" میں نے بھی جی سچا تھا۔ تو پھر کیا ہم اپنی تمام تر توجہ "تیل لینڈ کی
طرف۔"

"نہیں۔" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ "عمران نے اسے جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔" "شکر"
مراغہ رسانی کے بہترین دماغ وہاں چھان بین کر رہے ہیں۔ اور اپنا بھی ایک آدمی ان میں
موجود ہے۔"

"مکون۔۔۔؟"
"سارنٹ صوفی۔" وہ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ابھی تک
اس سے جو اطلاعات بہم پہنچائی ہیں اس سے میرے نظریے کی تائید ہوتی ہے۔ وہاں کچھ مشتبہ
لوگ موجود ہیں۔"

"محب پھر یہاں آئیں! اسٹیشن پر بھی ہوں گے۔"

"ہو سکتے ہیں۔" عمران نے کہا کہ وہ سلسلہ متقطع کر دے۔ اسے سفور کے حلقہ قشوق ہو گئی
تھی۔ کہیں وہ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو گیا ہو کیونکہ وہ لوگ جن کی عمرانی پر اسے مقرر کیا گیا تھا
بہت چامکا تھے۔ ان کی چوکی کا بیٹا جانکث ثبوت حور عمران کی گاڑی کا پتہ تھا جس میں اب بھی
تین سوار موجود تھے۔

اس نے داخل منزل سے نکل کر ایک ٹیکسی لی اور اسی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں بھیجے دن
سفور، چھوڑا تھا اس کے ذہن میں یک وقت جی مسائل ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے۔
روشنی و داستان سز خیرلی کی داستان اور اس "دلی آن شخصیت جس کے اوپر ہاتھ پر
خلیفہ سا مذاک تھا۔

وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ لہذا اس کے خلاف کافی ثبوت مہیا کئے بغیر عمران کوئی کارروائی
نہیں کر سکتا تھا۔ شہر میں اس کے کئی چھوٹے موٹے کارخانے تھے اور انہی حکام تک اس کی پہنچ
تھی۔ دو سو تار پارٹیوں پر بے شمار پیسے ہاتھ تھا۔ انہی تقریبات میں سربراہ ملک تک کو
معاہدہ ہوتا تھا۔ مگر انہوں کی نمونہ کارٹھیں صدر ہوتا عمران کے لئے حیرت انگیز ضرور تھا۔
آخر اس انجمن کا مقصد کیا تھا؟

اس نے سرکل مقصود سے کافی لمبے پر تھیں چھوڑ دی اور بیل ہی چل پڑا۔
عدالت کے سامنے دانے فٹ پانچ پر اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن صدر سمیٹ
دکھائی دیا۔ ایسے جہاں اس وقت بھی بھرتے حور موجود تھے۔ عمران کی تشویش بڑھ گئی مگر وہ

ہاں کے حقیق کسی سے چھ گچہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوٹھی کے پٹاک پہ لگی ہوئی نیم بیٹ اسے منہ چڑا رہی ہو۔ نیم بیٹ پہ "اسے اچھ رکھون والا" تحریر تھا۔ اس آدمی کے حقیق مشہور تھا کہ وہ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں برساتے بھاگ کر آیا تھا اور پھر یہاں بھی "بستہ آہستہ اس کا کاروبار چلتا گیا تھا۔ جب آیا تھا کپڑے تھے اور جینٹیل خال۔ مگر پھر حیرت انگیز طور پر وہ مالدار ہوتا گیا۔ کروڑوں کا کاروبار چھوڑ کر بھاگ آیا تھا۔ لیکن خوش قسمتی برابر اس کا خاقاب کرتی رہی تھی۔ وہ صرف توڑنے والوں تک نکل بھاڑا اس کے بعد پھر دوست نے اس کا مگرہ دیکھ لیا۔

عمران کھڑا سوچتا رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ مگر پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد بھی وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ سوال تو یہ تھا کہ وہ مصدور کو تلاش کہاں کرے۔

وہی حالات کے پیش نظر وہ تو کسی جھپٹل میں چھس گیا تھا یا پھر اس شہر میں نہیں تھا اور نہ ایکس نو کے ہاں ملکات کے مطابق اسے ہر تیسرے گھنٹے پہ چوڑا ٹھنڈا دھڑک پورٹ دینی چاہئے تھی۔ سردانوں نے مصدور کی تلاش میں گزوا دیا۔ اپنے بھائی کو بھی چاہت رہی کہ وہ مصدور کو تلاش کریں۔ لیکن فوجیہ رات تک اسے امید افزا پرورش نہیں ملیں۔ پھر جولیا کا فون آیا۔ "جولیا اسٹیک سر" وہ کہہ رہی تھی۔ "نعمانی آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پاس مصدور کے حقیق کوئی پورٹ ہے۔"

مصدور کے حقیق پورٹ؟! "عمران نے حیرت سے دہرایا۔ "نعمانی تو آئل فیلڈ میں ہے۔"

"تمہاں... آپ نے مجھے بتایا تھا۔" نعمانی نے دہلی کے ریلوے اسٹیشن سے ٹرک کال کی تھی۔ آپ سے آج کی بد اس نے فرانس میٹر پر گھٹک کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے اسے مجبوراً مجھے ٹرک کال کرنی پڑی۔ تاکہ میں اس کا پیغام آپ تک پہنچا سکوں۔"

"وہ بہت اچھا شہر ہے..." "عمران نے سلسلہ متفق کر دیا اور سائڈ پر ولف کرے میں آیا۔ مسز نعمانی اب بھی جینٹیل تھی اور بے خبر پڑی سوری تھی۔ اس کے گل خانا سے بچنے کے لئے عمران نے اسے مورخا کا الجھن دیا تھا۔

سرے فرانس میٹر پر اس کے سن لے جانے کا احتمال نہیں تھا۔

بچہ دہ بعد اس نے سارنٹ نعمانی کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "میں پھر ہو گیا ہوں جناب رات تمام ریلوے اسٹیشن تک پہنچ کر جولیا کو فون کر سکا تھا۔ اس وقت میرے پاس دو اہم ترین اطلاعات ہیں۔ اول تو یہ کہ آج سے چھ ماہ قبل پاپ لائن قراپ ہو گئی تھی۔ جس کی دورنگی کے لئے اب اس رکھون والا بھی ایک شخص کو ٹھیکہ دیا گیا تھا اور دوسری اطلاع یہ ہے کہ آج مصدور اسے ایس رکھون والا خاقاب کرنا ہوا یہاں پہنچا ہے۔"

"دو سو خبریں بڑی شاعر ہیں نعمانی...!" "عمران نے ایکس نو کی آواز میں کہا۔ "میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ ہاں تو رکھون والا اب وہاں کس سلسلے میں گیا ہے۔"

"قانا اب پھر اسے پاپ لائن کی دورنگی کے لئے ٹھیکہ دیا جائے گا۔"

"اور تو ان کی دانست میں یہ پاپ لائن کی خریداری ہے۔"

"جی ہاں چیف انجینئر کا یہی خیال ہے۔"

"سچا تو اب چیف انجینئر پر بھی نظر رکھو..."

"بہت بہتر جناب۔"

"کیا پوری پاپ لائن کی کھدائی کی تجویز دے رہے ہو؟"

"نہیں جناب۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ پوری پاپ لائن تین سو میل لمبی

ہے۔"

"پھر..."

"چیف انجینئر کا خیال ہے کہ خریداری ہی ملتے میں ہو سکتی ہے جسکی مرمت چھ ماہ قبل کرنی چاہئے۔"

"بجٹ اتنے نعمانی... تم بہت کاغذ سے کام کر رہے ہو۔ اچھا دیکھو... میں تمہاری مدد کے لئے مصدور کو وہیں چھوڑتا ہوں۔ اس سے کہہ دو کہ دو رکھون والا کے ساتھ واپس نہ آئے اور ہاں دیکھو پاپ لائن کی دورنگی کے لئے کھدائی شروع ہونے سے ایک دن پہلے مجھے اطلاع دینا۔"

"بہت بہتر جناب..."

"اور واپس آؤ...!" "عمران نے کہا اور فرانس میٹر پر دیا۔

ہاگبرے نگر میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ بھر ساڈن پر دھک کرے سے اس کمرے میں آیا جہاں فون تھا اور روشی کے نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو روشی! صبح بخیر!"

"تم مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ یہ کیا پکڑ ہے۔" روشی نے چھوٹے سی ہچکا۔

"پکڑ یہ ہے کہ میں اس انجمن کو کٹ کر دینا چاہتا ہوں۔"

"کیوں...؟"

"سیری سو خودی میں کوئی دوسرا اس انجمن کا صدر نہیں ہو سکتا۔ مجھ سے بڑا حق اس شہر

میں اور کون ہو گا۔"

"مصدر صاحب! روشی نے تمہارا ہنس پڑی۔ پھر بولا۔ "انہوں نے تو میں نے کی پہلی نے

ی ہے۔ لہذا آج نائب صدر کی فرمائش کا جشن منایا گیا تھا۔ مجلس عاملہ کے ارکان کا خیال ہے کہ

نئی ماگ کرنے کے بعد صدر صاحب اگلے دس دن کے کیونکہ وہ دوسروں کا حق مار کر زیادہ

دنوں تک فرمائش نہیں رہتا چاہتے۔ اور عمران تھارے کے ایک مشن خیر بھی ہے۔"

"کیا...؟"

"میں نے اتفاقہ لگایا ہے کہ خواتین ممبروں میں زیادہ تر عرصہ خندچ سے تعلق رکھتے ہیں

ہیں۔"

"گالہ... یہ کام کی بات بتائی ہے۔" عمران چپک کر بولا۔

"میں نہیں سمجھی...؟"

"نہ سمجھائی بہتر ہے ورنہ تم اپنے رویے میں بے ساختگی نہ پیدا کر سکو گی۔ اب تم کو شش

کرد کہ تمہیں جلد چار سو سر ہٹایا جائے۔"

"میں کل سے ہرگز نہیں جانتی تھی۔"

"کیوں...؟"

"اس وقت تک نہیں جانتی تھی کہ تم مجھے اس کے متعدد سے آگاہ نہ کرو۔"

"نہیں روشی تم یہاں نہیں کر سکتیں۔ تمہیں ہر حال میں ممبر بننا پڑے گا۔"

"تم آخر مجھے بتاتے کیوں نہیں۔"

"میں تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپاؤں۔ لیکن ابھی نہ چھپو۔ مکمل مجر جائے گا۔ بس تم

نہیں اور اس کی نگاہ گزریج میں دلچسپی لیتی رہو۔"

"تم قہر کر رہے ہو۔"

"میں انجمن کا نذر کرنے کے بعد... مجھ سے فی الحال دور ہی دور رہو۔ روشی جن لوگوں سے

ساتھ پڑا ہے زیادہ محتاط اور چالاک ہیں۔ اگر نہیں رہا میں اتفاقہ مجھ سے ملاقات بھی ہو جائے تو

انتہیوں کی طرح میرے قریب سے گزر چکا۔"

"اور سنو... آج وہاں ایک عجیب و غریب واقعہ بھی نظر سے گذرا میں اس کی حفاظت دیکھ

کر رہی تھی۔ اس نے نائب صدر کی فرمائش کے بعد انہیں گدھے سمیت دھکیلا تھا اور تقریباً

مسطح تک اسی طرح اٹھ کر اڑا تھا۔"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر کوئی کام کی بات بتا سکتی ہو تو بتاؤ۔"

"جب مجھے یہی نہیں معلوم کہ معاملے کی حیثیت کیا ہے تو میں کام کی بات کیسے بتا سکتی گی۔"

"صدر نے تمہارے لئے چھٹی کیوں لی ہے۔"

"آپ! یہ بھی بڑا دلچسپ قصہ ہے۔ صدر صاحب کا مکان تھا کہ گدھا بدل چکے۔ موجودہ

گدھا جان کی صحت کے لئے مسخر ثابت ہو رہا ہے۔ مجلس عاملہ اس پر تیار نہیں ہوئی۔ اس کے

ارکان کی مختلف رائے تھی کہ نہیں مسخر اور گدھے میں فرق نہ کرنا چاہئے۔ اگر گدھا بدل جائے

ہے تو صدر بھی بدل چکا ہے۔ صدر صاحب نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے چھٹی

لے لی تاکہ گدھا، صدر، دونوں بدل دیے جائیں۔ لیکن نائب صدر نے ہوتے ہی اطلاع کر دیا

کہ گدھا نہیں بدل جائے گا۔"

"وجہ یہ بھی گئی تو فرمایا کہ وہ گدھا خود ان سے زیادہ مسخر ہے۔ یہ کھڑا انجمن نے پہلے صدر

کی سواری میں رو چکا ہے۔"

"کوئی... ختم کرو۔" عمران بولا۔ "میرے لئے کام کی بات نہیں ہے... اچھا۔"

اس نے ریسیور کریں میں ڈال دیا اور ایک طویل انگڑائی لے کر سوئے کے کمرے کی طرف

"تمہاری مرضی" "مہران نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی اور اٹھتا ہوا بولا۔
 "میں کل اسی وقت پھر آؤں گا!"
 "آج کی جائے کو احقر ہے!"

دو دروازے کی طرف بڑھتا ہوا دروازہ چپڑے سے ظاہر ہونے لگا جیسے وہ اسے روکنا چاہتی ہو۔ ایک پارہ ہونٹ بھی ہے مگر مہران تو بھی کاپار چکا تھا۔

"میں نے داخل منزل پہنچنے میں دیر نہیں کی اور وہاں پہنچی کہ خود ہی چولیا کے غبر وائیل کئے۔"
 "چلو چولیا!" اس نے ایکس ٹوکی آواز میں کہا۔

"میں سر.... دوسری طرف سے آواز آئی۔" "میں کئی پارہ رنگ کر چکی ہوں۔!"
 "ہاں۔" میں موجود نہیں تھا کوئی خبر۔"

"کیا ہاں۔" سادہ سنٹ نمالی رابطہ قائم رہا ہوتا ہے۔ اس کی ٹریک کال پھر مٹی تھی۔"
 "ابھی میں دیکھتا ہوں" "مہران نے کہا اور بیٹھو، کہ کہ سناؤ پروف کرے میں آئی۔
 لیکن وہاں سے اپنے ٹراس میٹر والا صندوق بہر افغانا پڑا کیونکہ سبز نمبائی جاگ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سادہ سنٹ نمالی سے منگھو کر رہا تھا۔
 "پراسس سٹا سے پانچ اٹن کی مرمت کے لئے کھدائی شروع ہو جائے گی جناب۔"
 "جسٹ یقیناً ہے!" "مہران نے پوچھا۔

"مجھے یقین ہے جناب۔"
 "کیا رگون والا اب بھی وہیں موجود ہے۔"
 "جی ہاں۔" وہ اپنی کمرائی میں کھدائی کرانے لگا۔"
 "صاف کہاں ہے۔"

"میں کہہ رہا ہوں۔" اور اس ہنگام میں مل کی شبیہ سے کام کر رہا ہے جن میں رگون والا نے
 قیام کیا ہے۔"

"گڈ تم دونوں پر مجھے بے حد اعتماد ہے۔"
 "ہم شکر گزار ہیں جناب۔ آپ جیسا قدر دان امیر بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتا ہے۔"
 "میں مہران کو تمہاری مدد کے لئے بھیج رہا ہوں۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ مگر مہران وقت بہت بڑا کر رہا ہے۔" سادہ سنٹ نمالی نے کہا۔
 "لیکن وہ آج تک کسی بھی معاملے میں حکام نہیں رہا۔ اس کا احترام چھوڑیں بھی ہو گا۔"
 "میں معافی چاہتا ہوں جناب۔..."

"کوئی بات نہیں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ تم کسی بات کو بھی بے چون و چرا تسلیم نہیں کرتے۔ کسی بھی معاملے پر ہر پہلو سے بحث کرنی چاہئے اچھا اور کچھ کہتا ہے تمہیں۔"
 "نہیں جناب۔..."

مہران نے ٹراس میٹر بد کر دیا اور پھر چولیا کے غبر وائیل کئے۔ دوسری طرف سے اور ای
 جواب ملا۔

"تم دو گھنٹے بعد داخل منزل نکلی جاؤ۔ تمہیں کچھ دنوں تک یہیں قیام کرنا پڑے
 گا۔"

"بہت بہتر جناب۔" چولیا نے کہا۔ "مگر...؟"
 "پوری بات سنو۔..." "مہران جھل گیا۔" یہاں ایک قیدی ہے۔ اس کی عمر کئی پڑے
 کی۔ وہ باہر نہ جانے پائے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہاں لایا گیا تھا۔ قصہ یہ ہے کہ رہائی
 کے بعد اسے یہ معلوم ہوا ہے چاہئے کہ وہ کہاں قید تھی۔"
 "میں سمجھ گئی۔..." جناب آپ مشکوک رہتے۔"

"داخل منزل پہنچنے کے بعد ضرورت پڑنے پر تم مجھ سے ڈی سیکن سلاحت کے ٹراس میٹر
 پر رجوع کر سکو گے۔!"
 "بہت بہتر جناب۔..."

مگر سادہ سنٹ نمالی نے جلد تم ٹھیک دو گھنٹے بعد یہیں نکلی چلا۔ وہ سناؤ پروف کرے میں
 ہے۔ اکثر وہ غور بھی چاہتے لگتی ہے اس سے بچنے کے لئے تم اسے مورفا کے انگلیش اے سٹی
 ہو۔"

"تو وہ کوئی عورت ہے۔"
 "ہاں۔ لیکن تم اس سے اس کے حقوق کچھ نہیں پوچھو گی ویسے تم اسے پہچانتی ضرور
 ہو گی۔ وہ حکر خداج کے ایک بڑی ٹیکری کی پرسل اسٹنٹ ہے۔"

مشکل کام تھا پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ اسٹیشن ہی پر سیک اپ کر لے گا وہ سمجھتا تھا کہ وہیں
 اپنے دو بچے کے مسافروں کے لئے (چھوٹا موٹا ہی سہی) اوپننگ روم ضرور ہوگا۔ لیکن وہیں
 تو ناگ آ رہی تھی۔

نہیں کا ایک سامنے ہان تھا جس کے چپے مسافروں سے زیادہ آواز کئے نظر آتے تھے۔
 وہ انہیں میں پرکھ کر کائی دے تک اکتا رہا۔ لیکن پھر ایک ایک اس نے چپ کر رہیں کڈ کینٹر
 سے کہا

"مجھے یہاں اتنا ہے۔"

بس کی رفتار کم ہو گئی۔ لیکن بس کڈ کینٹر نہ کہا۔ "یہاں اس دے سامنے میں کہاں اترا ہے گا۔"
 "اوپر یہاں اس تالاب کے کنارے دو اوجھان مرحوم کی قبر ہے... قاتل کروں گا۔" عمران
 نے سر ہلا کر احتیاط اعلان میں کہا۔

"مگر۔۔۔ پھر آپ کو کوئی بس یہاں سے نہیں لے گی۔ یہ آخری ریلوے ہے۔" بس کڈ کینٹر
 نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالنے ہوئے کہا "مگر کلائی یہاں سے تقریباً تین میل دور ہے۔"
 جس رک بجلی تھی... عمران اپنا سوت گیس سٹیبل کر اترتا ہوا بولا۔

"بہت بہت شکریہ میں پیدل ہی چلا جاؤں گا۔ مگر دو اوجھان کو شکایت کا سوتہ دینا
 میرے بس سے باہر ہے۔"

بس آگے بڑھ گئی اور جب تک وہ اگلی ڈھلان پر نظروں سے باہر نہیں ہو سکی عمران
 وہیں کھڑا رہا۔

سورج مغرب میں چمک رہا تھا اور اب دھوپ میں حرارت نہیں رہ گئی تھی۔ عمران اس
 تالاب کی طرف بڑھا جسے دیکھ کر وہاں اسے دو اوجھان مرحوم کی قبر یاد آ رہی پڑی تھی۔

مگر تالاب کا پانی گولہ گولہ لیکن اس کی کشتی نے اسے پھر سے تڑپا دیا۔ وہ تقریباً بیس
 صد تک اہتا رہا پھر دھلا خیل آیا کہ سورج غروب ہونے سے قبل ہی اسے سیک اپ کر لینا
 چاہئے۔ ورنہ پھر اس کے لئے روڈ کشتی کہاں سے لائے گا۔

سیک اپ بڑا شاندار رہا۔ وہ آپ بڑھیروں کی سی وضع کا ایک سنجیدہ آدمی نظر آ رہا تھا
 فوڑی پر بیور سے رنگ کی فرنگ ڈال رہی تھی اور ہر ایک سوچیں۔ آنکھوں پر دم نہیں فریم



یہ ستر بہت زیادہ تھا کہ وہی والا ثابت ہوا تھا کہ عمران نے نیلی گرام کے چھوٹے اسٹیشن پر نہ
 کر ایمان کا سانس لیا۔ حالانکہ ستر سات گھنٹے سے زیادہ کا ٹیکس تھا اور سردیوں کے دن تھے۔ لیکن
 دراصل اس ریگستان نے عمران کا طبع بگاڑ دیا تھا جس سے گزر کر فرین یہاں تک پہنچی تھی۔

ابھی دس میل مزید سے گزرتے تھے۔ اس نے کلائی کی گھڑی دیکھی اور اپنے ریت سے لئے
 ہوئے پاؤں پر ہاتھ بکھیرنے لگا۔

"دو گھنٹے دور... تو آہستہ سے لا بڑھنا۔"

اطلاہ کے مطابق دو گھنٹے بعد ایک بس اسے آگلی نیل تک لے جاتی۔ اسے یہاں ریلوے
 اسٹیشن پر اتار پائی جیسا کہ تھا کہ وہ فصل کر سکا۔ بہر حال چہرے پر کر کرانے والے ریت کے
 ذرات سے ہجرت لی تھی۔

اس علاقے میں تیل کے کنوئیں ہونے کی وجہ سے یہ ریلوے اسٹیشن قائم کیا گیا تھا۔ ورنہ
 ایسے اجاڑ ویرانے میں ریلوے اسٹیشن کا کیا کام۔

پھر بھی اس کا قاصد آگلی نیل کلائی سے تقریباً دس میل تھا۔... بعض کھیتیں خوشہ یوں
 کی بنا پر اسٹیشن کلائی کے قریب ہی نہیں بنایا جاسکتا۔ ریلوے اسٹیشن سے خود سے ہی قاصد
 پر ایک آگلی اسٹیشن بھی قاصدے ایک دس میل بس اپنا لائن جس صاف کرنے کے کارخانے
 سے ملاتی تھی اور یہیں وہ آگلی اسٹیشن تھا جہاں سے بندرگاہ والے آگلی اسٹیشن کے لئے پاپ
 لائن کے ذریعے تیل روانہ کیا جاتا تھا۔

لیکن عمران نے اس وقت اس کی طرف دھیان بھی نہیں دیا۔ تقریباً دو گھنٹے تک اسے
 کھیاں لہتی پڑیں اور پھر وہ بس میں بیٹھ کر کلائی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اسے اندیشہ تھا کہ کہیں اس گر وہ کسی ایسے آدمی سے نہ بھیڑ نہ ہو جائے جو سے پکھلتا
 ہو تو کھنڈ ایک بار وہ ایک زبرد کی وجہ سے کم لڑکھن آدمیوں کی نظروں میں تو آچکا تھا اور
 ان تین آدمیوں میں رگوں والا بھی شامل تھا۔

عمران سوچنے لگا کہ اسے سیک اپ کے بغیر کلائی میں نہ داخل ہونا چاہئے مگر وہ ایک

کا چشمہ تھا اور بائیں شانے سے ایک کبرہ نکلا، ہاتھ اس نے سوٹ کیس اٹھایا اور جمل چڑا۔



راشی بہت جلدی میں تھی۔ اس لئے وہ اپنے ایک بھائی والے سے کھڑا کر سڑک سے گلی میں
مڑائی۔ اسے دراصل دارالحسن پہنچا تھا۔ کیونکہ آج وہ ممبری کا قادم ہر کرنے والی تھی۔

وہ بڑا عادی جس کی وسعت سے وہاں تک پہنچی تھی۔ ہاں میں موجودہ۔ حقیقت تو یہ تھی کہ رومی مہر پینے کے لئے اسی بے تاب نہیں تھی جی کہ ایک مہر کے حیرت انگیز کلمات دیکھنے کے لئے بے چین تھی یہ وہی مہر تاجس کے حقیقی اس نے مران کو بتایا تھا کہ اس نے قائم مقام صدر کو گھر سے سمیت اٹھایا۔

روشنی آج سے اودن پہلے یہاں آئی تھی اور اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ آج اپنی فیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔

لیکن جب پڑھے نے یہ بتایا کہ وہ اچانک بیمار پڑ گیا ہے تو روشی کو بڑی مہجری ہوئی۔

یوزمے نے کہا۔ ”اب وہ کافی عرصہ تک ہمیں اپنے کمالات نہ دکھائیں گے۔“

“...وہی

”میرا خیال ہے کہ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے ہیں۔“

”مجھے بہت افسوس ہے۔“

”یہاں کے سردار اہل ان کے لئے مغموم ہیں۔“ یوزم نے جیب سے حاتم نکالتے ہوئے کہا۔ ”غیر اب آپ اسے مر دیتے۔“

روشنی قائم بھرنے لگی۔ اس میں ہر قسم کی تضیقات کے کالم تھے۔ قہار و روشنی "پیشہ سکا کالم بھرتے وقت بھگوان" وہ سوچنے لگی تھی کہ یہاں وہ کھائی سے کام لے لے کر غلام ہو کر رہے۔

شاید آیت منت نژد جانے ہی پر وہ فیصلہ کر گئی کہ اسے جھوٹ کو دخل نہ دینا چاہئے۔ غلام ج
لرنے کے بعد اس نے اسے بڑھری طرف پڑھانے ہوئے کہا: ”دیکھئے کوئی ظلمی تو نہیں ہو گیا۔“

"وہاں سے کہیں غائب ہو گیا وہ" "آج کل یہ سب کچھ ہے۔"

2000

”یہی عکس خدیجہ کی کئی خواتین مہر ہیں۔ آپ انہیں جانتی ہیں۔ سز قیصر کی“

انہوں سے فکر نہیں آتی۔“

”سہ سہائی“ روشنی کچھ سوجھی ہوئی بولی۔ ”ہاں میں ان کی صورت آشنا ضرور ہوں۔ لیکن آج تک گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ ترقی پا کر کہیں اور چلی گئی ہیں ورنہ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ یہاں نہ آئیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار چڑھ گئی ہوں!“

”پتہ نہیں۔ میں نے شاید کئی دنوں سے انہیں آفس میں بھی نہیں دیکھا۔“

”اوشکاں قلب کی مرید تھی۔ لیکن اس انجمن میں داخل ہوتے ہی ان کی صحت بھی بہتر ہونے لگی تھی۔“

”ہاکیوں نہیں۔“ روشنی جس چڑی اور پھر بولی۔ ”میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ میڈیٹم کے تھکنے لینے کی بجائے احمقوں کی انجمن کی نمبر بن جاؤں۔“

"تپ کو کیشم کے گلشن میں لیے پڑیں گے۔" ہزاروں نے سنجیدگی سے کہا اور روش اس طرح معلن نظر آنے لگی جیسے کچھ کیشم کے انگلش لیے اعلیٰ تھی۔

مذا سے عمر بن کی حمایت یاد آئی اور وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ حکم مقدم صبر و صاحب کلمہ پر سوار ہال میں چل دی فرما رہے تھے اور کلب کی حوا میں مہر انیس بری طرح چیمڑی تھیں۔ جب وہ بہت زیادہ چیمپ چائے تو خود شش، لنگی دبا کر نظریں جھکا کر ہوئے اس طرح مسکراتے کہ ان پر سے ہر ذرہ لڑکیوں کا کواہر اپنی صف سے اتر جاتا۔

اچانک ایک نوجوان عورت، ہل میں داخل ہوئی اور سیدھی صدر صاحب کے پاس پہنچ گئی۔
پیسے میں نے حکم کر کے گاڑی کے سامنے پھر لے گیا۔ اس صدر صاحب کے چہرے
کے قریب! ایک۔ دو شہر کی تو جہاں وقت انہیں دونوں طرف تھیں۔ ایک ایک اسے کچھ شہر
ہو اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

صدر صاحب کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ جو تہ سے نذر کوئی چیز لے کر آئے ہو۔

چرا انہوں نے سر کو حلیف کی منہنگی کی اور حرات سے عواما فتن کیا۔

یہ بھی بڑی خوب بات تھی کہ پھر وہ سید حسنی میرپور تنہا مس کے قریب رافٹی اور اس

ساحی بیٹے ہوئے تھے۔ بڑے سے سکرانکر مر کو خلیفہ سی جنس دی اور حوریت کری کھنچ کر بیٹھ گئی۔

"یہ ادھی نئی مہر مس روٹی ہیں۔" بڑے سے دونوں کا تحفہ کر لیا۔ مگر یہ "سز" کو بہن۔

"بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" روٹی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بچھلے۔

"مجھے بہت حد افسوس ہوا ہے آپ سے مل کر۔" حوریت نے گزارشات بنا کر کہا۔ "ہل روٹی بھی کوئی نام ہے۔ اس نام کو کن کر دہن میں کسی حاملہ بی کا تصور دہرا ہے۔"

"کیا؟" روٹی کو ایک بیک فسر آ گیا۔

"صبر... صبر..." بڑا حواس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہوا بولا۔ "سز کو بہن بہت پرانی امتی ہیں۔" ایک بیک روٹی کو یاد آ گیا کہ دستور کے مطابق پرانے امتی نے انھوں کو فسر ضرور دلاتے ہیں۔

"وہ بیٹے گئے۔ لیکن اس بی بی میں اب بھی جھلاہٹ کی آمیزش تھی۔ بہر حال اس نے خوش حوریت بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام ہے حد حسین ہے کیا آپ مجھ سے شادی کرنا پسند کریں گی؟"

"مگر... دیری قاعین..." بڑا حوریت سے بڑھ گیا۔

حوریت نے شرعے انداز میں کہا۔ "ہو" بے شرعہ؟ اور سز سے اٹھ گئی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف چاری تھی۔ روٹی بھی اٹھ کر اس کی طرف چلی۔

"سنو تو سی ڈارنگ۔"

آفر کا بار لگتے لگتے اس نے اسے چاہا لیا۔

"تم خطا ہو گئیں۔ بیاری۔" روٹی اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "انتا علم نہ کر دوزخ میں ہے موت ہو جائے گی۔"

"ہاں..." تم بہت مطمئن ہوئی ہو۔" حوریت نے اس کا ہاتھ ہلکے ہلکے۔

"میں جیسا اپنے گھر لے چلاں گی اور ایک..." راٹی اس کا ہاتھ پکارتی ہوئی بولی۔

"میں تو ہرگز نہیں چلاں گی۔ تم مجھے خطرناک معلوم ہوتی ہو جا۔"

"ہلو ڈارنگ... دوزخ میں مر چلاں گی۔ میں نے آج کے کے پلے کے کلب جلد کے ہیں۔" جنس ہماری کے پیشاب کی چاہنے چلاں گی۔ چلو بھی خندہ کر دوزخ میں میں خود کشی کر لوں گی۔" روٹی نے ایک گزرتی ہوئی عیسیٰ کو کسے کا شانہ کیا۔ وہ ان کے قریب ہی آکر ٹٹ پاتھ ہے لگ گئی۔

"چلو..." روٹی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر عیسیٰ کی طرف کھینچا۔

"مجھے فرصت نہیں ہے۔" حوریت نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے ہاتھ ٹھکرا لیے ہیں کہا۔

"آہا..." جنس فسر آ رہا ہے۔... ڈارنگ..." روٹی فسر چلی۔

"نہیں..." حوریت بھی بیٹھ گئی۔ اتنی دیر میں روٹی نے اسے کھینچ کر پکھیل دیا اور خود بھی بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی اس نے دروازہ کو کھلتا دیکھا۔

عیسیٰ چل چلی۔ اور سز کو بہن نے کہا۔ "کچھ مجھے ایک ضروری کام درجیش تھا۔" "حقوں کو اس کی پرولانہ ہونی چاہئے کہ کوئی کام کب ہوتا ہے؟" روٹی نے کہا اور سز کو بہن خاموش ہو گئی۔ مگر کبھی اس کے چہرے پر بے بسی کے آئینہ نظر آتے اور کبھی آنکھوں سے جھلاہٹ بھانکتے گئے۔

چند منٹ بعد روٹی اپنے نئے قیث میں بیٹھ گئی۔ دروازہ مقرر کرتے کے بعد اس نے سز کو بہن کی طرف دھڑک کر کہا۔ "تم بہرہ کر کم اپنے جوتے اٹھ دو۔"

"کیا مطلب..." وہ اسے گھورتے گئے۔

"میں مطلب کہ بعض اوقات اس امتی بھی دور کی کوڑی لاتے ہیں۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"مہو... نوو... ڈیزر..." جنس بھر فسر آ رہا ہے۔" روٹی چٹانے والے انداز میں بولی۔ "اگر تم خود جوتے نہ اٹھو گی تو مجھے تندہ کرنا پڑے گا۔ اگر غلط فہمہ چلاؤ گی تو پیسوں سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تم میری بہن ہو لیکن تمہارے دماغ میں فسر ہے۔ میری طرح تم بھی پاریشیں ہو اس لیے پیسوں کو فوراً لین آجئے گی۔"

سز کو بہن نے اپنا دھنشی بیک کھٹکنا چلا لیکن روٹی نے بڑی پھرتی سے اس پر ہاتھ ڈال دیا اور

اسے جین لینے میں کامیاب بھی ہوگی۔

"میں جانتی ہوں کہ اس میں ہتھول ہوگا۔" روشنی نے ہنس کر کہا۔ "تم حوصلہ خوار وقت رہو کر رہی ہو۔ میں تمہارے جوتے خرد ہزاروں کی گئی۔"

اس نے دھنی بیک ایک طرف اچھل دیا اور سڑگوہن کا راستہ روک کر کڑی ہو گئی۔ سڑگوہن دھنٹ میں کڑی ہو گئی۔

"کیا تمہاری شامت آئی ہے۔" روشنی ہنس پڑی۔ "ہے بہت لمبی بات ہے۔ تم اچھن کے نام پر دھند لگا رہی ہو۔"

"اچھن کی بیٹی میں تجھے ذرا نہیں چھوڑوں گی۔" بیک سڑگوہن اس پر بھٹ پڑی۔ لیکن شاید روشنی پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھی۔ اس نے الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا اور وہ دباؤ سے جا گر گئی۔

"جوتے اٹھو۔۔۔" روشنی نے سر دھیلے میں کہا۔

وہ ہلچلی اور اس پر منہ پر گھونٹ کھانے کے وہ جو بھی پٹ ہی پڑی۔ روشنی جو عمران کی صحبت یافتہ تھی اس کی دھینگا مٹھی کو بک خاطر میں لاسکتی تھی۔ ذرا سی دیر میں سڑگوہن فرش پر تھی اور روشنی اسے بری طرح گڑ رہی تھی۔ لیکن سڑگوہن نے نہ تو شور مچایا اور نہ اسے گالیاں دیں۔ وہ اس کو مٹھی میں تھپی کر کسی طرح اس کی گرفت سے نکل جا۔۔۔ مگر یہ کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔ روشنی اسے گڑتی ہی رہی اور "سڑکار سڑگوہن کے ہاتھ دھیلے چڑکے۔ روشنی نے اسے سست ہوتے دیکھ کر اس کے بال مٹیوں میں بکڑا۔ اور مٹی چارہ اس کا سر فرش سے نکل گیا۔

سڑگوہن بیہوش ہو چکی تھی۔ روشنی نے مہارت مہینا سے اس کے جوتے تارے اور ہلچل دوسرے ہی لئے میں اس کی آنکھیں حرمت سے پھیل گئیں۔ دہنہ جیہ کے جوتے میں کانڈ کا پتہ۔ ٹھوکر لگا ہوا تھا جس پر تھپڑ لگا۔

"فی عورت روشنی سے ہوشیار رہ۔ یہ پہلے عمران کے ساتھ رہتی تھی جو کٹر پائیس کے لئے کام کرتا رہتا ہے اور وہ اس سے پکار میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سڑگوہن اسی کے قبضے میں ہے۔ بروقت ہوشیار رہو۔"

روشنی نے ایک طویل سانس لی اور بے ہوش عورت کی طرف دیکھنے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ اب کیا کیا جائے۔

آج اس نے عمران کے ہاتھ سے نمبر پر تکی ہار رنگ کیا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی تھی ہر بار روشنی نے کچھ کے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ یہی اسے عمران پر غصہ بھی آیا تھا۔ نہ چاہنے کیوں وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ عمران کا تعلق کسی عورت سے ثابت ہو جائے کہ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ خود ان دونوں کے تعلقات دوستانہ تعلقات کے علاوہ اور کچھ ہوں۔

اس نے اس وقت ہلچل کر رہا تھا۔ لیکن ہلچل کر عورت کی آواز آئی اور اس نے کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر اچانک اسے کچھن خوار کا نمبر یاد آیا۔ وہ چلتی تھی کہ وہ عمران کا تخت ہے اور اسے اس کا علم بھی تھا کہ آج کل عمران خود بھی اپنے ماتحتوں میں شامل ہو گیا ہے۔

اس نے کچھن خوار کے نمبر ڈائل کئے اور اتفاق سے وہ علی غی گیا۔

"شب روشنی بول رہی ہوں کیٹھن۔۔۔"

"کون روشنی۔" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"مہر۔ میں جو عمران کے ساتھ رہتی ہوں۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ کیا بات ہے۔"

"آج کل عمران جس کس کے سلسلے میں مشغول ہے اسی سے متعلق ایک شہر ہاتھ لگا ہے اور میں نے اس کے پاس سے ایک بہت ہی اہم تحریر برآمد کی ہے مگر اب سوچ رہی ہوں کہ اس شہر کا کیا ہے۔ اگر یہ اپنے دوستوں میں دلیلی بھیجی گئی تو سارا کیل بکڑ جائے گا۔"

"کیا تم عمران کے طبع کے بارے میں بول رہی ہو۔"

"نہیں۔" روشنی نے کہا کہ ہر بار اسے اپنا پتہ بتاتی کوئی بولی۔ "میں اس کے کہ وہ ہوش میں آئے۔۔۔"

"ہاں ہاں میں سمجھتا ہوں۔" خود نے دوسری طرف سے کہا۔ "میں دکن منٹ کے اندر ہی اندر وہاں پہنچا ہوں۔ تم گرت گرو۔"

روشنی نے ریسپر دھڑک کر اطمینان کا سانس لیا۔

"ایسا میں صرف ایک آدمی سے جو انہوں کے میک اپ میں بھی ماہر ہے۔"
"کون؟"

"مگر غلطی۔"

"اگر اس کا یہ کہنا مفہور رہا تو اسے "جگت سنگھ" کے نام سے منسوب کر دیا جائے گا۔"

"مگر جاننے کے بعد وہ بھی عاقل ہو جائے گا۔" عمران نے کہا اور پھر جلدی سے بولا۔ "ہاں تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"ان کی عمریں دو سو برس پرانہ ہیں۔ اس وقت میں ان سے حقوق سب سے زیادہ معلومات فراہم کر رہا ہوں۔" نئے راسل نے پستی کا اظہار تھا۔ نعمانی سے معلوم ہوا تھا کہ ان میں تو آپ کو یہاں بھیجنا بہت پسند ہے۔"

"کیا وہ آفتوں ہی نہیں میں ہیں۔"

"نہیں۔ انہیں ایک اسٹین انجینئر اور ایک لڑکی جو ان کے ساتھ ساتھ اس کی لڑکی ہے۔"

"تھوڑا راسل یہ سن کر قہقہہ خیز رہ گیا۔ یہ بہت زیادہ ہمارا ہو گیا ہے۔ اب اس کی جگہ اس کا ایک اسٹین دستہ کی جگہ بھال کر دے گا۔ کچھ رات انجینئر کی ایک حالت سے انہیں بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ اس خبر کے سننے ہی پر پٹیاں ہو گئے تھے۔ لہذا کچھ ایسا انہوں نے کیا ہے کہ انہیں یہاں سے ہٹا دیا جائے۔"

"اسٹین انجینئر بھی وہی ہے جو دستہ کی جگہ بھال کر دے گا۔ اس وقت یہ لڑکی ان کے ساتھ ہے۔"

"وہ تو اس کا مطلب میں ہو سکتا ہے کہ انجینئر ان سے ملنا ہو گا۔" اسی نے اس کی حالت کو دیکھ کر کہا۔

"تو وہاں... اس کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے؟"

"تو وہاں؟"

جلد نمبر 6

میک اپ میں

نہیں۔

عمران نے کہا۔

لاؤ۔

"میں کیا چاہتا ہوں؟"

"خیر ایک کے لئے کچھ۔"

"کیا آپ کو کچھ دینا ہے؟"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

"میں کچھ دینا چاہتا ہوں۔"

”میں میں ایک آدمی غیر معمولی طور پر طاقتور ہے.. اور وہ صورت سے بھی بہت زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔“ کچھ راست اس نے نیچا کر میوں کو ایک پیر پر اٹھا کر میر سمیت اٹھایا تھا۔ جب وہ غریب مضر قہر میراں کے دونوں ہاتھوں پر رکھی ہوئی جیٹورہ اسے سر سے لوچتا اٹھانے لگا تھا۔ اس کا لڑکے کے کھانے سے قتل اس قسم کی ورزش بھوک خوب لگتی ہے۔“

”عمران خاموش رہا یہاں معلوم ہوا ہوا تھا جیسے اس تذکرے سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ مگر وہ بعد اس نے کہل

”میرا خیال ہے کہ رحمن والا کے بچلے کے علاوہ بھی کہیں اور قہر اقام ہو گا۔“

”ہاں ایک معمولی سے ہوئی میں۔“

”مگر اتنی جلدی تمہیں بچلے کی ملازمت کیسے مل گئی تھی؟“

”کیسی ملازمت؟“ ”مصور نہیں پڑا۔“ میں تو بس وہی وہاں جا کھتا تھا۔ شاید وہن کی آمد سے پہلے بھی وہ خلیقی قہر جی دج ہے کہ کسی نے بھی میری طرف دھیان نہیں دینا تھا۔ میں نے وہ سوچتے ہوئے کہانی پہلے ہی سے رہا ہوا تھا۔“

”مصور کہیں تم حافض تو نہیں کر بیٹھے۔ یہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ میں نے اب تک کبھی محسوس کیا ہے۔“ ”عمران نے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”مگر یہ ایسا بھی کیا؟“ ”مصور جلدی سے بولا۔ ”مگر یہ بات ہوئی تو بیک میں۔ چائے کہاں ہوتا؟“

”ہو سکتا ہے.. وہاں آدمی کے پکڑ میں ہوں۔“

”میں آدمی کے پکڑ میں۔“

”عمران کہہ..“ ”عمران آہستہ سے بولا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے واقف ہی نہیں ہیں۔“

”یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔“

”کبھی تو تذکرہ آیا ہوتا..“ ”میں ہم سے قلعی ہے خبر نہ۔“

”خیر دیکھا جائے گا۔“ ”عمران نے ایک طویل سانس کے ساتھ کہا اور خاموشی جو گہر کی گہ

دیکھ کھانے کی ٹوٹے اٹھائے ہوئے ہن کی طرف آ رہا تھا۔

دشہ کے چپے جانے پر عمران نے ایک کاب کا سر پوش پہنا اور ایک قہر زدہ سی آواز کے ساتھ اس پر ہنک پڑا۔ کاب خلیقی جی میں اس میں کسی تذکرہ کی داستان کی بجائے ہاتھ کا ایک کلاڑ کھا ہوا تھا اور اس پر پھسل سے تحریر قہر۔

”تم دونوں خاموشی سے اٹھ کر بائیں جانب والے دروازے سے نکل چلا خطہ ہے۔ تم پہچان لئے گئے ہو۔ دروازے سے نکلنے میں جلدی کر۔ کمر بہت احتیاط سے۔ اور اندر جا ہے۔ وہی قدم کے قاصد پر ایک ٹرک موجود ہے۔ احتیاط سے اس پر چڑھ جاؤ۔ ٹرک میں ڈرائیو کروں گا۔ اگر میں اس وقت یہاں موجود نہ ہوتا تو صبح کہیں قریب ہی تمہاری لاشیں پائی جاتیں۔“

”ہو گئی شادی۔“ ”عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور کاب مصور کی طرف کھسکا دی۔

”یہ کیا مصیبت؟“ ”مصور سے چڑھ کر بڑ بڑلا۔ ”یہ شاید فعلیاتی کی تحریر ہے۔“

”شاید کیوں..“ ”کیا تمہیں یقین نہیں ہے۔“

”نہیں میں کی اور درازنگ آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔“ ”مصور بولا۔

”جی جال و ح رہی ہے۔ میں بھی صرف اس کی انگریزی تحریر ہی دیکھتا ہوں۔“ ”عمران نے تشویش کن لہجے میں کہل۔ ”دیکھو وہ خاموش رہا مگر بولا۔

”چلو اٹھو۔“

”میں انگریز ہو چکا ہوا تو..“ ”مصور نے آہستہ سے کہل۔

”تو اس کی دہ داری سراسر تم پر ہوگی۔ تم نے انکی بے احتیاطی سے کام کیوں لیا کہ انہیں قہر سے خلیقی ظم ہو گیا؟“

”نہیں وہ فعلیاتی ہی ہو گا۔“ ”مصور ہلکا بوللا۔

”مولیٰ بھی ہو۔“ ”عمران نے کہل۔ ”یہاں بیٹھے رہے میں بھی حمایت نہیں ہے۔ اگر یہ غریب ہے تو یہاں اس ہوش میں بھی لاری طور پر ان کے آدمی موجود ہوں گے۔ اور ہلکا میری پرانی

عات ہے کہ میں کبھی کبھی بھی اس مرچا ہند کر چکا ہوں۔“

”دونوں آہستہ سے بائیں جانب والے آخری دروازے سے باہر نکل آئے۔ یہاں حقیقتاً نہ جہرا تھا سانس ہی انہیں ٹرک دکھائی دیا۔ عمران نے مصور کا ہاتھ دبا کر کہل۔ ”جیسے ہی

رک حرکت میں آئے گود چلا۔

"اس سے قاعدہ..."

"کیوں مت کرو۔" عمران نے کہا اور اچھل کر رُک پر چڑھ گیا منصور نے بھی اس کی تقلید کی۔ پھر جیسے ہی رُک حرکت میں آیا دونوں نے نیچے چلا گئیں لگھری۔ لیکن اسی وقت قریب ہی سے دو گاڑ ہوئے وہ دونوں پل پل بچے اور انہوں نے ایک سمت دوڑنا شروع کر دیا۔ عمران رُک سے اتر کر دیرانے کی طرف ہوا منصور اس کے علاوہ اور کسی کا سکا تھا کہ بچے چوں دچ اس کا ساتھ دیتا رہتا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک جگہ دیرانے کے لئے رُک منصور نے ہی طرح کا پ رہا تھا۔ عمران نے دیرانے کا رخ کر کے خلی نہیں کی تھی۔ اگر وہ جتنی کی طرف جاتے تو ان کا مارا لیا جاتا جتنی قند کیونکہ اس صورت میں وہ روشنی میں ہوتے دیرانے کے اندر سے ہی انہیں پہچان لیا تھا۔

"دیکھا تم نے..." عمران بولا۔

"دیکھ لیا۔" منصور نے جواب دیا۔ "مگر شاید ہم حفاظت کی سے مرعوب ہوئے ہیں۔"

"کیوں..."

"میرا خیال ہے کہ رُک میں نوعیاتی تھا۔ اگر ہم گود کر بھاگے نہ ہوتے جب بھی رعدہ ہی رہے۔"

"چلو میں جیسیں رُک تک چھوڑ آؤں۔ مگر اپنی سید سے ضرور مطلع کرو۔"

منصور خاموش ہو گیا۔ عمران نے ایک باس پاس پتھر پٹاش کیا اور وہ دونوں اس پر چڑھ گئے۔ عمران پیچھے ہی ہوا۔ مگر ہم رُک پر نہ پہنچے تو ان کا نکتہ بھی خطرات کر رہا نہیں پہنچے دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئے تھے۔ لیکن اگر ہم رُک پر پہنچنے کی بجائے کسی دوسری طرف نکل جانے کی کوشش کرتے تو انہیں ظاہر تھا۔ ہماری جانب اٹھے ہوئے دیرانوں کی سرخ زبانی پگلا تھیں۔

"تو درجہ نعتی میں قند..."

"نہیں یاد۔" عمران جھنجھکیا۔ "اگر جیسیں نیند آ رہی ہو تو اس کا علاج بھی میرے پاس موجود ہے۔"

"نہیں میں جاگ رہا ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس وقت بڑی محنت مندی سے کام لیا ہے۔ اس طرح انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہاں صرف ہم ہی۔ دو آدمی نہیں ہیں بلکہ کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں جن کی طرف سے ہمیں خط کشا چاہیے۔"

"مگر اب کیا ہو گا۔"

"تم کی بکری پل نو... اور میں شادی کر دوں۔" عمران نے غصہ کی سانس لے کر کہا پھر یہ بیک بیک چوک کر بولا۔

"میں شاید قدموں کی آواز میں سن رہا ہوں۔"

"نہیں تو..." منصور نے حیرت سے کہا مگر پھر تھوڑی سی دیر بعد اس نے بھی آواز میں نہیں جو بہت دور سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔

"چلو..." عمران اسے کھینچا ہوا بل اور دوسرے ہی لمحے میں وہ زمین پر چڑھ پڑے ہوئے تھے۔

"یہاں سانپ بھی ہو سکتے ہیں۔" منصور نے آہستہ سے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"یہ سندرے..." عمران بولا۔ "کیا یہ آسمان سے پگھلے ہوئے ہیں۔"

"نہیں تو..." منصور نے کہا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کر لئے پچھ نہیں دواپنی اس نہ جت نہیں تو... پر جھپٹ گیا تھا۔ یا قریب ہوئی ہوئی آہوں کی بناء پر ایسا ہوا تھا وہ دونوں چپ چاپ پڑے رہے۔ تھوڑی سی دیر بعد تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر انہیں تین آدمیوں کی پرچھائیاں نظر آئیں۔ عمران آہستہ آہستہ چنے کے بل چلنے لگا۔ مگر منصور سوچ رہا تھا ممکن ہے کہ یہ غیر حلیق لوگ ہوں ویسے اس میں اتنی اہم نہیں تھی کہ عمران کو کسی بات پر ٹوک سکے۔



منصور نے ہی طرح باپ رہا تھا۔ اس کے جسم پر کسی جگہ بڑی بڑی خراشیں آئی تھیں۔ جن سے خون رسی رہا تھا۔ انہوں نے تقریباً آٹھ گھنٹے میں انتظار سے طے کیا تھا اور اب رُک گئے تھے۔ منصور سوچ رہا تھا کہ اسے یہ رات ہیٹ یاد رہے گی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران ان پتھر چنے اور پاموار راستوں پر اُتی دیر تک چنے کے بل رہتا ہے گا۔

ان کے چادوں طرف لپٹی چکی چٹائیں بکھری ہوئی تھیں اور ذرا ہی سی خلی انہیں موت کے منہ میں دھکیل جاتی تھی۔ وہ تین آدمی جتنی طور پر مگوں والا ہی کے گرد سے تھقل کھتے

تھے۔ صفور نے ان کی گفتگو سے بھی اندازہ لگایا تھا اور پھر انہیں ایک عمارت میں سمیٹے، کچھ کر عمارت
رک گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے صفور سے پوچھا۔ "تمہاری حبیب خلی تو نہیں ہے۔"

"ابو اور بے میر سے پاس....! صفور نے جواب دیا۔

"تمہیں کہا تھا شاید صفیر اور سرست غلام کی تصویریں بھی ہوں گی۔" عمران نے باور رات
انداز میں کہا۔ "خیر آؤ...."

"کہاں۔"

"دیرا جہاں وہ میرے بھائی گئے ہیں...."

"کہہ دے باپ دے....! صفور کر کہا۔

"تمہیں ایسے سوانح پر اپنے باپ کو یاد کرنے کی حقاقت نہیں کر سکتے۔" اس نے کہا اور "جے
بڑھ گیا۔ صفور نے سے غلام داخل ہوتے دیکھا۔ طوعاً و کرہاً آگے بڑھا حالانکہ حصن کی وجہ
سے وہ نہ ہی طرح ڈھال ہو رہا تھا۔

"وہ چھپے رہے۔ یہ غلام سرنگ کی سی بیلاوت رکھتا تھا۔ شاید وہ صفت بعد وہ پھر ایک کھلی جگہ پر
کھڑے گہری گہری سانس لے رہے تھے اس سرنگ نما غلام میں بڑی محنت تھی۔ اس سے نکلنے کی
کم ذمہ صفور کو تو دوسرے سردی بھی خوشگوار معلوم ہوئی۔

"یہ ستارے کتنے مسکین ہیں صفور صاحب۔" عمران نے منہ لاپ لٹا کر بولے کہا۔

اور صفور کو اس پر بے تحاشا خصر آگیا۔ گویا انہیں ستاروں کی تلاش میں اتنی مشقت
برداشت کی تھی اسے خسر تو آتا مگر وہ خاصا ہی درپ۔

"یہ شاعر و گ اپنی عیوب ان کے لئے ستارے تو ڈال دینے کا وہ کرتے ہیں۔ مگر میں اپنی کسی
عیوب کے لئے آج تک امر وہ بھی نہیں توڑ سکا۔"

"وہ لوگ کہاں گئے۔" صفور نے جھجھکا کر کہا۔

"آپ! وہ لوگ صفور صاحب۔ وہ لوگ دھرم سے بھی آگے ہیں۔" عمران نے ایک
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور پھر اس سرنگ نے غلام میں گھسنے کی کیا ضرورت تھی۔ کتنی

محنت تھی وہیں۔ وہ تین صحت ہی میں پینے آیا تھا۔"

"تو یہاں آپ انہیں تلاش نہیں کریں گے۔"

"کہاں تلاش کروں....! عمران نے بے بسی سے کہا۔

"تو اتنی محنت تو کیا یہ بڑھ ہوئی۔"

"محنت کبھی بڑھ نہیں ہوتی۔ جتنی محنت کرو جسم میں اتنی ہی طاقت آتی ہے۔"

"طاقت حاصل کرنے کے لئے ہم گہری روزش کر سکتے تھے۔ عمران صاحب۔" صفور
نے بولے بولے میں کہا۔

"کتنی خوش گوار رات ہے۔" عمران نے غصہ کی سانس لے کر کہا۔ "مجھے اس وقت ایک
شغریلہ آنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

رات کا سحر سہلا ہے بہت

نیک مائی نیک ۱۱ دے خدا کے نام پر

"دوسرا مصرعہ پڑھ گیا ہے۔" صفور ہنستا ہوا بولا۔

"تم نے کچھ کرنا ہو گا۔" مصرعہ پڑھ نہیں سکتا۔ "اور پھر صفور اس طرح اس کی تفریحی
باتوں میں الجھ کر رہ گیا کہ نہ تو سردی کا احساس باقی رہا اور نہ ہی یاد رہ گیا کہ وہ یہاں کیوں آئے
تھے۔ پھر ایک بج گیا اسے ہوش آگیا اور وہ عجب کی اعتبار کر کے پڑ پڑا۔ "لا حول ولا قوۃ" کیا
معینیت ہے۔"

"لا حول ولا قوۃ۔" معینیت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے شیطان بھانپتا ہے۔" عمران نے اس
انداز میں کہا جیسے کسی نا بھگتے کو بھگا رہا ہو۔

"آپ دوسروں کو بھی پاگل بنا رہے ہیں۔" صفور جھجکا گیا۔

"دوسروں کو نہیں تو کیا خود کو پاگل بنائیں گا۔" عمران نے بڑی سلامتی سے جواب دیا۔
"کنیزو شش نے کہا تھا کہ جب آدمی پاگل ہو کر کتوں کو کانٹے دوڑے تو فوراً ہی اس کی شادی
کر لیا جاتا ہے۔"

"کیا بات ہوئی...!"

"پتہ نہیں کنیزو شش نے کہا ہے تو کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو گی۔"

"پھر الجھ رہے ہیں آپ۔ آخر یہیں سردی میں اس طرح غم سے رہنے کا کیا مطلب ہے۔"

"مطلب یہی ہے کہ ہم ناگہم رکھتے ہیں۔ اگر ناگہم نہ ہوتی تو ہم کیسے کھڑے رہ سکتے۔ جنڈا

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔"

"ہوا بچے۔"

"ہاں خدا سب کچھ کہتا ہے۔" عرفی سر ہلا کر بولا۔ "جب خاصوش ہو تو نہیں لوہ چو۔"

وہ منظر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔

خار کے دانے کے اوپر قوزلی کی چڑمانی تھی۔ دونوں چہرہ جھکے بغیر ہی اوپر بٹکی گئے۔
"تم اس طرف ٹھہرو۔" لاور میں دھڑکا جاتا ہوں۔" عمران نے خار کے دوسرے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔

"مستعد کیا ہے۔"

"بہتر یہاں کرنا چاہتی ہیں۔"

منظر اچھا بیٹھ گیا، لاور عرفی دوسرے سر سے کی طرف بڑھ گیا۔ منظر بہت شدت سے لار ہوا تھا۔ تقریباً چند منٹ بعد اس کا دل چلنے لگا کہ یک بڑا سچا لڑا کر عرفی کے سر پر اسے دفن کرمان میں اس سے سر پہ بٹکی لٹا دیا جتنا ہوا تھا۔ جیسے دیکھ لے جانے کا فائدہ رہا ہو۔
"کیا وہ دونوں آخر ہی سے گزر کر گئے ہیں۔" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"گوں۔" منظر نے حیرت سے کہا۔

"وہ آوی۔"

"نہیں تو۔۔۔" لاور سے تو کوئی بھی نہیں گزرا۔

"دور کیو۔" عمران نے غائب سمت میں ماتہ اٹھا رکھا۔

اور اصل پر پچاس نکل آری تھیں۔ عمران نے منظر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"یہ ماہ سے کل آئے ہیں۔ لیکن تہہ ایمان ہے کہ وہ تمہاری طرف سے نہیں گزرا۔"

"بڑا نہیں۔" میں براہ کرم ہی دیکھ رہا تھا۔

"جب یہاں غصہ نہ کا منظر تو نہیں پکڑا۔"

"اوہ تو اتنی ہی تھک رہی ہیں۔"

"نہیں خدایہ قدم رکھتی ہیں کچھ فرشتے انہیں آسمان پر اٹھ لے گئے تھے۔"

مگر ہم تو جی آدھیں کا نقاب کرتے ہوئے یہاں آئے تھے۔"

"ایک آسمان ہی پر دوک لیا گیا۔ دو پھر واپس بھیج دیے گئے۔ آؤ۔"

عرفی نے اپنے ہاتھ لگے منظر سوچ میں ڈوبا ہوا اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے خود کو پھر اسی سرگ نما خار میں پھینکا۔ اب عرفی نے چارج بھی روٹن کر لی تھی۔ خار قدرتی ہی تھا۔ اب انہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ انسانی نگاہی نگاہ میں نہ آتے۔ وہ اپنے وہ بالکل سرگ سے مست تھا۔ انہیں جب ایک جگہ ایک پتلی کی دروازہ نظر آئی۔ یہ ایسی ہی تھی کہ اس میں سے مشکل تمام گزر سکتا تھا۔ عمران نے اس کے اندر روشنی ڈالی۔ اس کا سلسلہ زیادہ دور تک نہیں تھا۔ اس کی کڑے کاٹنے پر رشتہ مسدود ہو گیا تھا۔ مگر عمران پھر بھی اس میں ٹھس ی گیا۔ منظر وہاں تھا وہیں رہا۔ اب وہ بہت زیادہ آگیا تھا۔ عمران کے دروازے میں داخل ہو جانے کے بعد یہاں پھر اندر میرا ہوا گیا تھا۔ اس لئے منظر نے اپنی تاریخ بھی نکال لی۔ لیکن دوسرے ہی دن وہ پکا ہوا گیا۔ کیونکہ دروازہ آہستہ آہستہ کھلا ہوا تھا۔ عرفی لار عمران اس سے قوزلے ہی قاضی پر موجود تھا۔ اس کی پشت منظر کی طرف تھی۔ اور اب اس منظر ہوا تھا جیسے وہ کسی چیز پر قوت صرف کر رہا ہو۔ دفعتاً وہ منظر کی طرف مڑا جس کی تاریخ روشنی میں اس کی آنکھیں چند صابری تھیں۔ عمران نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ لیکن اگر آگے بڑھتے تو اپنی آنکھیں کھلی نہ سکتا تو اس کی بنیادیں سرسبز ہو جی تھیں۔ کشادہ ہوتے ہی نیچے بھی ایک کانٹا وسیع حلیہ اہو کی تھی۔ اس نے خاص روشنی ڈالی اور وہ سبز حلیہ ہی تھیں جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔
"موجودہ آنے کی ضرورت تھی۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"میں نیچے چلا۔"

منظر نے جیسے ہی دیکھ کر قدم رکھا۔ عمران بھی ایک ہی سمت میں اس سے قریب پہنچ گیا۔
"وہ اپنے ملے کرنے لگے۔ لیکن نہ بڑے بڑے ہوئے منظر ہورہے تھے اور وہ پھر کے بھی نہیں تھے۔
"شاہ کی دھڑکتے سے جاتے گئے تھے اور ان سے نیچے ابھر گئے تھے۔"

"پھر جیسے ہی انہوں نے آخری رہ پھوڑا ایک بجی آؤ۔" کے ساتھ لاپرواہی غلاب ہوئی۔
اس کی بجائے انہیں ایک مسلح چھت نظر آئی۔

"یہاں شاندار مکتوب ہے۔" عمران آہستہ سے بولا اور منظر بدقت سن سکا کیونکہ وہاں تھا جس

حکم کی مسئل آواز گونجی تھی جیسے ڈھنگا جال رہا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ مندر نے راج پور تھل لیا تھا۔ فوراً پھر وہاں جا پہنچے جس سے یہ آواز آ رہی تھی۔ انہوں نے دو دلا سے سے جھانک کر دیکھا۔ فوراً ایک بہت زیادہ قوت والا باب وہاں روشن تھا۔ انہیں صرف تین آدمی نظر آئے۔ دو میٹھوں پر کام کر رہے تھے اور تیسرا دور کھڑا انہیں تھوٹھ لیں آئینہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یہ تیسرا آدمی رنگون والا کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

دلکش عروں نے دور سے سے چوٹک لگائی اور رنگون والا کے قریب پہنچ کر رنگون والا پر کھڑا کر دیکھتا ہوا اور عروں جھک کر سیدھا کھڑا ہوا اور کہہ "مرد صاحب... آپ کا گدھا حاضر ہے؟"

رنگون والا ہکا بکا رہ کر کہہ گیا "یہ عروں کی طرف دیکھا تو کبھی مجھے مندر کے ہاتھ میں دیکھے ہوئے راج پور کی طرف۔"

"مگر دے لو کہ ہر سز نہیں کیا کرتے۔ بہت اگر منہ بولا ہوں تو دمک میں جڑے ضرور دیا کرتے۔" عروں نے منہ دلائے والے انداز میں کہا۔

"تم کون ہو؟" رنگون والا نے انتہائی بر دیکھ کر کہہ دیا "وہاں میری جہت پر کھڑا چکا تھا۔" "میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔" عروں نے جواب دیا اور مندر کی طرف اشارہ کر کے کہہ۔

"لیکن یہ بہت خطرناک آدمی ہے۔"

مندر نے اپنے دو آدمیوں کو دیکھا "خیر وہ اپنے ہاتھ لوہے پر لپٹا ہوا ہے۔"

"دیکھا آئے؟" عروں سزا کر کہہ "لیکن اہل کی طرف دیکھا ہے۔"

اہل کی طرف دھلانے پر مندر کو کبھی آگئی۔ اور عروں فرمایا "نہیں... اسی طرح کر جے

ہوتے رہا۔ ورنہ یہ لوگ کچھ جانیں گے کہ تمہارا راج پور تھل... ہاں... ہاں... اس نے

ذوق انہوں سے اپنا منہ بند کر لیا۔ کچھ کوئی بات نہ ہو گئے وہاں ہی ہو۔

شاہد ابن دونوں آدمیوں نے تھوٹھ لیں لیا تھا۔ کچھ دوسرے عا کے میں ان کے ہاتھ میٹھوں کی طرف کے۔ مگر مندر کے راج پور سے ٹیک ایک ہی دیکھے دیکھے دیکھے لگے اور دونوں اچھل کر دور چلے گئے۔

رنگون والا نے جس حرکت کرا رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔

اس وقت ایک انتہائی سرد مزاج آدمی معلوم ہو رہا تھا۔

"آپا یہ راج پور تھل نہیں تھا۔" عروں سزا کر کہہ "میں سمجھا تھا شاید تم بھی میری ہی طرح تھل راج پور کے لئے جاتے ہو۔"

"میں دراصل بہت احمق آدمی ہوں مسٹر رنگون والا اس لئے تمہاری انجمن کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ اب دیکھو یہ بے وقوفی نہیں تو پور کیا تھی۔ اچھے خاصے اصلی راج پور کو تھل کی کہہ کہ تمہارے

دو آدمیوں کا مسئلہ کر دیا... نہ وہ راج پور نکالنے کے لئے کچھ میٹھوں کی طرف نے جاتے تھے نہ یہ گارڈ کر رہا ہو دوسری سے کہ تمہاری انجمن میں میری کمر کا ایک احمق نہیں لگے گا اور اگر نکل آئے تو قتل آئے۔ دو... کیا کہیے؟"

"ہاں... آں۔" رنگون والا کسی سناپ کی طرح بھٹک رہا تھا۔ "میں عروں کو ابھی طرح جانتا ہوں۔"

"جانتے ہو؟" میں پہلے ہی جانتا تھا۔" عروں نے سرت کا اظہار کیا اور پھر مندر سے کہہ "مسٹر رنگون والا کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اہل دور۔"

رنگون والا نے چپ چاپ اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیے۔ مندر نے راج پور جیب میں رکھ کر ہتھکڑیاں نکالیں۔ دو آدمیوں کو تو وہ لٹا کر ہی چکا تھا۔ لہذا صرف رنگون والا کے لئے

ایک جھکا نہیں ہو سکا تھا کہ عروں کے ہاتھ میں راج پور دے کر اس کے ہتھکڑیاں لگا لیا اسے اور میٹھوں کا کہہ "وہاں میں اور رنگون والا تھا ہے۔ اس نے جہاد کر کے کی کوشش کی تو اسے اچھا

خاصا سچی دیا جائے گا۔"

میتھیں پہلے ہی کی طرح اب بھی جلی رہی تھی۔ اس کے بازے بازے پہلے بہت تیزی سے گردش کر رہے تھے۔

جیسے ہی مندر نے اس کی کانپوں پر ہتھکڑیاں رکھی رنگون والا نے اس کے پہلو پر اس دور کے تھانہ داک وہ چیخ کر دوسری طرف الٹ گیا اور رنگون والا اسے پھلانگتا ہوا عروں پر جا پڑا۔

عروں پر کہنا لگا ہوا کہ عروں تو تھک کر آقا اور رنگون والا نے اس کی فرش پر راتہ۔ اب انہیں تو کوشش کر رہا تھا۔ لیکن معلوم ہو رہا تھا جیسے اب اس میں انہیں کی بھی سکت نہ ہو کی س۔

عروں خاموش کھڑا رہا۔ لیکن مندر واپس چلتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

[illegible]

”چلو بھئی کرو۔“ عمران نے کہا اور بیٹے کے لیے تیار کیا وہ دونوں ایک بار باہر نکلیں گی
عمران دیکھنے لگے۔ دھنسا کسی نے چیخ کر کہا۔ ”وہ دیکھو لاہور....“ اور ساتھ ساتھ ان دونوں پر کسی
چراغوں کی روشنیوں پر غور۔ عمران نے جی پی پٹر کی سے ایک گھڑے میں چھانک لگا دی اور باہر صاف
اس پر گرد کی گولیوں منسلک ہوئی سردی سے گرد گھسکھسک صاف کرنے بھی جو نمی لوٹ چھانک
ظور پر ایک فائر جھونک دیا۔

”یہ کیا کر رہے ہیں.....؟“ طرفین نے پوچھا۔ ”تھما رہے ہیں کتے، رگڑ رہے ہیں۔“
”صرف.... جو جیبیر میں ہیں۔“

”کافور و فلفل بہانہ نہ کرو۔“ عمران نے راجہ اور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ شانہ زہری
میں پہلی بار عمران کی ایسے پتھر میں پڑا تھا۔ پرانی عادت کے مطابق اس کی جیب ہاتھ میں گھس گئی تھی۔
یعنی آج بھی وہ بوٹی سے پلٹے وقت اپنا راجہ رکھنا بھول گیا تھا اور اس میں بھی صرف تین
کار توں تھے۔ دو یقیناً ایک بار کا رات تھی جب عمران کچھ خود کو پاگل تصور کرنے کا تھا۔ مجرم
دھاری کی آنکھ کی طرح ان کا تقاب کر رہے تھے اور وہ کئی چٹانوں میں پیچھے چھپاتے اور کبھی دھوئیں
سے گھبرلے ہوئی شہر کی گھوٹی کی طرح کھلے میں نکل آتے۔ شہر شاہین کی تھا ابھی اور تھیں۔
نیکہ نہ ابھی تک تو تھیں۔ بات وہ جارہا تھا کہ وہاں کبھی اس راجہ ہی نہیں کر رہا تھا۔

اسی بجائے دوسرے میں کچھ ہو گئی تھی اور اچھا لہجہ لگا۔ مسعود نے سوچا اب شامت آگئی اب اس پرانے میں ان کا کار لیا جانا لازمی ہے۔ ہچکچاہٹیں ایک بہت گہری کھائی کی نظر آتی تھیں اور وہ دھڑلے میں دوڑتے چلے گئے۔ اس وقت وہ دھڑکی کرتے ہی ان نظروں میں نہیں تھے۔ غلام احمد دوسرے

بیکر رہے تھے لیکن ۱۹۹۰ء میں ان کی آخری صاف کن رہے تھے جو کہ کسی ۱۹۹۰ء کی کہانی نہیں اور
کبھی قریب سے آنے لگی تھیں۔ اب لوگ قاتر نہیں کر رہے تھے۔ شاید اب ان کے کارڈز
بھی ختم ہو چکے تھے یہ اور بات ہے کہ عمران کا سفر کو اس پر یقین نہ آیا ہو۔ صدر سوچی رہا تھیں
ہے اچانک ٹیکل جانے کی وجہ سے انہوں نے اپنے بائو روک لے لئے۔

تھوڑی سی دیر بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ یہاں پلانہ مل سکے گا۔ قحاطب کرنے والوں نے انہیں دیکھ لیا تھا اور وہ کھائی کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔

وہاں انہوں نے ایک قہر بنا۔۔۔ لوہے ایک دیو نامت آدمی اس رہا تھا۔

”لوہو... یہ وہی ہے مرزا صاحب؟“ مندر نے شک ہوئیوں پر زبان چمیر کر کہہ ”وہی جو حیرت انگیز طاقت کا مالک ہے۔“ مگر اس وجہ تا امت آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہہ ”مجھے مت جانو۔ میں ان کی جگہی تانے دیتا ہوں۔“

مصور تو جیگز کیا کہ وہ ایک بہت بڑی چٹان اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر دوسرے
 ی لو میں وہ چٹان لٹکتی ہوئی ان کی طرف آ رہی تھی۔ بیشک تمام وہ خود کو بچا سکے۔ مصور تو
 چھانک گئے وقت گری چلا۔

”کوہ...“ عمران آہستہ سے فریاد کیا۔ دیکھو میں ان کی کیا درگت بناتا ہوں.... جب اندھ میرا
 فہم سے شہلاہے، نہیں معلوم کہ میں نے نین کو گولی بہت احتیاط سے رکھ چھوڑی ہیں۔“

”اچانک صفدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے عمران کسی غضب ناک بھیڑیے کی طرح پھول گیا ہو۔“

اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور وہ دھواکتا آدمی دوسری چٹان سنبھال رہا تھا۔ لیکن اس پر وہ خود بھی چٹان کے ساتھ ہی بیٹھے چلا آیا۔ کیونکہ عمران کی گولی اس کی پیشانی پر پڑی تھی۔

کشتی بھیاک چل گئی... اور پھر اس چٹان کے نیچے اس کی ہڈیاں کڑکڑا کر رہ گئیں۔

اس کے بعد مندر کہ تو یہی حسوس ہوا جیسے مرنے کی آواز ہو گیا ہو۔ وہ بچہ حالی پر دروازہ اچھا رہا تھا۔

اس پر پھر دس کی بو پھلا ہونے لگی۔ لیکن وہ کسی ہندو کی طرح خود کو ان سے پہچاتا جہاں تھا۔

اس دوران میں اس نے راج پور کے بقیہ دو حکمرانوں کو بھی خلیفہ کر دیا اور اُسے مرہٹوں کی

ان کی تعداد ان سے چھٹی تھی۔ یہی وہ تھے۔

عمران کے بوڑھے چچے غی اسہوں نے بیٹا زاد روئے۔ اب سسٹروں کی لڑکیوں کی حرکت بھارت کے

وہیں پہنچ کر اسے خبر ہوئی کہ اس نے پھر کے کھلے اٹھا کر وہیں کی کھوج پانچ ٹکڑے ہادی کی مشق شروع کر دی۔

[illegible]

تین دن تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور خود نیکرٹ سرویس کے ممبروں کو بھی اضافی
 دقت کا سامنا ہوا۔ سبک دہرائی کے سلسلے میں جہن جی کر کے لکھ گئے تھے۔ سزا سنائی انکس نو کے
 حکم سے آواز کردی گئی۔ لیکن پھر پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ سزا کو جہن جی کیلئے خداری

غیر متوقع طور پر حالات کچھ سے کچھ ہو گئے۔ عمران اور منور کو تنہا مقابلہ کرنا پڑا..... انہیں اتنی نہایت بھی نہ مل سکی کہ نعمانی ہی کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے۔ عمران عائب ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں لہو کس پکر میں ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو کہیں دکھائی دے تو مجھے فوراً مطلع کرنا۔“



عمران نے ٹرانس میٹر بند کر دیا۔ اس نے روشنی کے نئے قلیب سے اپنے ماتحتوں کو مخاطب کیا تھا۔
”تو یہ قصہ تھا۔“ روشنی نے طویل سانس لے کر کہا۔

”ہاں..... اور اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے.....“ عمران جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔
”مگر کلب میں بھیری ایسی غارتھی بھی تھیں جن کا تعلق کسی سرکاری جگہ سے نہیں تھا۔“ روشنی نے کہا۔

”ہاں..... وہاں تو باقاعدہ طور پر رنگون دھلا کے لئے کام کرتی تھیں یا پھر وہ امن کے اصل مقصد سے واقف ہی نہیں تھیں۔ کام کرنے والیوں میں مثل کے طور پر مسز گوبین پیش کی جاسکتی ہے۔“
”لیکن تم نے یہ کیوں کہا ہے کہ عمران عائب ہو گیا۔“
”بس یونہی..... تھوڑی سی تفریح کے لئے۔ جو لیانا ظفر والا مجھے تلاش کرنے کے لئے زمین دو آسمان ایک کر دے گی۔“

”تو تم آج کل اس کے پکر میں ہو۔“ روشنی غصیلے لہجے میں بولی۔
”ہاں میرے ایک خالو عرصہ سے کنوارے بیٹے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے اس کی شادی کر دوں تاکہ وہ میری خالہ ہو جائے..... مگر وہ سمجھتی ہے کہ تم بھری خالہ ہو۔“
روشنی میز سے رد ہوا اٹھا کر اس کی طرف جھپٹی اور عمران ”ہاں“ کہتا ہوا قلیب سے باہر نکل گیا۔